﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 20 | جمعۃ المبارک 8رفروری 2013ء | 27ربیع الاوّل 1434 ہجری قمری ❁ 8رتبلیغ 1392 ہجری شمسی | شمارہ 06

دوسری شرط بیعت

یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر یک فسق اور فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد3 صفحہ 563)

ہر احمدی عورت اور ہر احمدی مرد کو اس اہم بات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ احمدی ہونے کے بعد ہماری ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھیں کہ وہ ہمیں کیا بنانا چاہتے ہیں۔

ہمارے ہر عمل اور قول کو خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہونا چاہئے تاکہ اس دنیا سے ہی جنت کی زندگی شروع ہو جائے۔

ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ کوئی دوسرا شخص نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور پھر جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ کے صحابہ اور صحابیات ہیں۔ پھر اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق و عاشقِ صادق کی وہ ذات ہیں جو ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ پھر خلافت کا جاری نظام ہے جو رہنمائی کرنے والا ہے۔ پس کسی دوسرے شخص کو ہم نے نہیں دیکھنا۔

اگر ایک حقیقی احمدی عورت بننا ہے تو اُس چادر کو اوڑھیں جو تقویٰ کی چادر ہے، جو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہے، جو آپ کی حیا کی حفاظت کرنے والی ہے۔

(قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اہم نصائح)

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ ہالینڈ کے موقع پر مستورات سے خطاب فرمودہ 19رمئی 2012ء بمقام نن سپیٹ۔ ہالینڈ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مومن مرد اور مومن عورت کو جن باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے یا جو خصوصیات ایک مومنہ یا مومن کی ہونی چاہئیں، اُن کا کچھ بیان ان آیات میں ہوا جو شروع میں آپ کے سامنے تلاوت کی گئی تھیں۔ ان باتوں کی مختصر وضاحت آخر میں کروں گا۔ پہلے مَیں قرآنِ کریم کے حوالے سے ہی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قرآنِ کریم میں اور بھی کئی جگہ نیکیوں کے کرنے کا حکم دے کر، اُن کی طرف توجہ دلا کر، اعمالِ صالحہ بجالانے کی تلقین کر کے پھر فرمایا ہے کہ جو اس کے مطابق اپنی زندگی گزارے گا وہ اس دنیا میں بھی اور اُخروی زندگی میں بھی، مرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ کے انعامات کا حقدار ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کے ہر عمل کی جزا ضرور دیتا ہے لیکن بعض آیات میں یہ تنبیہ بھی کر دی کہ برے اعمال اور نافرمانیوں کی سزا بھی ملتی ہے۔ جس طرح جزا اور انعام ملنے میں کسی مرد اور عورت کی تخصیص نہیں ہے، کوئی فرق نہیں ہے، اسی طرح سزا ملنے میں بھی کوئی تخصیص نہیں ہوگی، کوئی فرق نہیں ہوگا۔ جو کوئی جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔

پس اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام جہاں ایک مومنہ اور مومن کے لئے خوشی اور راحت کا سامان پیدا کرتا ہے وہاں خوف پیدا کرنے والا بھی ہے اور خوف پیدا کرنے والا ہونا چاہئے کہ جہاں یہ جزا ہے، انعامات ہیں، وہاں سزا بھی ہے تاکہ ایک مومن، انسان ہر وقت اپنے عمل پر نظر رکھے اور ایسے عمل کرے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا باعث بنے۔ اور ایک احمدی عورت اور مرد کے لئے تو اور بھی زیادہ توجہ کا مقام ہے کہ ہم اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں جس نے کھول کھول کر ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے اور ہم نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر یہ عہدِ بیعت کیا ہے کہ ہم قرآنِ کریم کی تعلیم پر ہمیشہ عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ جو شرائطِ بیعت ہیں اُن کی چھٹی شرط یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریں گے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159 اشتہار ''تکمیل تبلیغ''، اشتہار نمبر 51)

اب یہ عہد جس طرح مَردوں نے کیا ہے احمدی عورتوں نے بھی کیا ہے۔ قرآنِ کریم کی حکومت صرف اس طرح تو قبول نہیں ہوگی کہ ہم کہہ دیں کہ الحمدللہ! ہم قرآنِ کریم کو خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ ہم نے اپنے بچوں کو قرآنِ کریم پڑھا دیا۔ ایک دفعہ آمین کروالی ہے۔ ہم یہ اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور جو آخری شرعی کتاب ہے اور اس کے بعد ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اس کے بعد اور کوئی شرعی کتاب نازل نہیں ہو سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرما دیا ہے اس شرعی کتاب کے نازل ہونے کے بعد دین کامل ہو گیا اور تمام روحانی نعمتیں اور دینی تعلیمات اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ اس قرآنِ کریم میں بتادی گئیں۔ یقیناً اس بات پر یقین کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا ہر ایک مومنہ اور مومن کے لئے ضروری ہے لیکن قرآنِ کریم کی حکومت اُس وقت ہم میں سے ہر ایک چاہے وہ مرد ہے یا عورت اپنے سر پر قبول کرنے والا بنے گا، جب قرآنِ کریم کے احکامات کو تلاش کر کے اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جو قرآنِ کریم کے سات سو حکموں پر عمل نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

(ماخوذ از کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

آپ نے فرمایا بیشک تم بیعت میں تو شامل ہو گئے ہو، تم نے یہ بھی مان لیا کہ جو مسیح و مہدی آنے والا تھا وہ آ گیا ہے۔ بیشک یہ بھی مان لیا کہ اس مسیح و مہدی کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں نبی کا قرار دیا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں (اُس کا خلاصہ یہ ہے) کہ میری جماعت کا معیار اللہ تعالیٰ نے بہت اونچا رکھا ہے اور وہ اونچا معیار جیسا کہ بیان ہوا ہے، یہ ہے کہ قرآنِ کریم کے تمام حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کے ذریعے ایسی جماعت قائم کرنا چاہتا ہے جس کا اوڑھنا بچھونا خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ہر عورت کو بھی اور ہر مرد کو بھی، ہر جوان کو بھی اور ہر بوڑھے کو بھی کہ وہ کس حد تک اپنے اعمال کو اُس معیار کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہا ہے جو ایک مومنہ اور مومن کے ہونے چاہئیں۔ کس حد تک ہم اُن اعمالِ صالحہ کو بجالانے کی کوشش کر رہے ہیں جن کا ذکر قرآنِ کریم میں ہوا ہے۔

پس ہر احمدی عورت اور ہر احمدی مرد کو اس اہم بات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ احمدی ہونے کے بعد ہماری ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھیں کہ وہ ہمیں کیا بنانا چاہتے ہیں۔ آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ دین کے ساتھ دنیا جمع نہیں ہو سکتی۔ ہاں خدمتگار کے طور پر تو بیشک ہو سکتی ہے لیکن بطور شریک کے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ جس کا تعلق صافی اللہ تعالیٰ سے ہو وہ ٹکڑے مانگتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ تو اس کی اولاد پر بھی رحم کرتا ہے''۔ پھر

آپ نے فرمایا کہ: ’’ہماری جماعت میں وہی شریک سمجھنے چاہئیں جو بیعت کے موافق دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص اس عہد کی رعایت رکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف حرکت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو طاقت دے دیتا ہے‘‘۔ پھر فرماتے ہیں کہ: ’’صحابہؓ کی حالت کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے ان کو پاک صاف کر دیا‘‘۔ فرمایا کہ ’’خوب یاد رکھو کہ جس جماعت کا قدم خدا کے لیے نہیں اس سے کیا فائدہ؟‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 320۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ جیسی پاکی اور صفائی ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ صرف مرد صحابہ نے یہ پاک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا نہیں کیں بلکہ صحابیات نے بھی یہ پاک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کیں۔ ایک انقلاب اپنے اندر پیدا کیا۔ اپنی عبادتوں کے معیار ایسے بلند کئے کہ راتیں گھنٹوں عبادت میں گزارنے لگیں۔ جب دیکھا کہ مردوں کو جہاد کا ثواب ہم سے زیادہ مل رہا ہے، اُن کے قدم ہم سے بڑھ رہے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں کہ ہم اپنے مردوں کے گھروں کی حفاظت کرتی ہیں، اُن کے بچوں کی نگہداشت کرتی ہیں، کیا ہمارے فعل ہمیں مَردوں کے برابر کھڑا کر سکیں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! یقیناً تمہیں بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ جن کاموں کے لئے تم بنائی گئی ہو یا جو ذمہ داریاں تم پر ڈالی گئی ہیں اُن کا حق ادا کرنے، اُن کو خوبصورتی سے سرانجام دینے پر تم اُتنا ہی ثواب کا حقدار ٹھہرو گی جتنا ایک جہاد کرنے والا مرد۔

(الجامع لشعب الایمان للبیہقی باب الستون من شعب الایمان وھو اب فی حقوق الاولاد والاھلین ...... جلد 11 صفحہ 178-177 حدیث 8369 مطبوعہ مکتبۃ الرشد ناشرون ریاض 2004ء)

پس یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور اس زمانے میں تو جہاد کی صورت بھی بدل گئی ہے۔ اب تو ہر عورت اُس جہاد میں شامل ہو سکتی ہے جو مرد بھی کرتے ہیں اور وہ ہے تبلیغ کا جہاد جو باہر رہ کر کرنا ہے۔ جو نفس کا جہاد ہے وہ تو ہر ایک نے کرنا ہی ہے۔ ایک تبلیغ کا جہاد ہے جو ہر ایک اپنے اپنے ماحول میں کر سکتا ہے۔ عورتیں بھی تبلیغ کر سکتی ہیں تا کہ اسلام کی تبلیغ کر کے دنیا میں زیادہ سے زیادہ اسلام کا پیغام پہنچائیں۔

پس اللہ تعالیٰ تو ہر ایک کو جو بھی کوئی نیک کام کرے گا یہ ثواب دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کبھی بغیر جزا کے نہیں چھوڑتا لیکن اس کا حق ادا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نفس کی قربانی اور اعمالِ صالحہ کو ضروری قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی ۔ فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی (النّٰزعٰت: 41-42) یعنی اور جس نے اپنے رب کی شان سے خوف کیا اور اپنے نفس کو گری ہوئی خواہشات سے روکا۔ پس یقیناً جنت اُس کا ٹھکانہ ہوگی۔ یہ آیات بیان فرما کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہشتی زندگی اور جنت جو ہے اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ 320۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس ہمارے ہر عمل اور قول کو خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہونا چاہئے تا کہ اس دنیا سے ہی یہ جنت کی زندگی شروع ہو جائے۔ یاد رکھیں یہ جنت کی زندگی جو ہے یہ دنیا میں پڑنے سے نہیں ہوتی بلکہ دین کے ساتھ وابستہ رہنے سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دنیا تمہاری خدمتگار کے طور پر ہو۔ دنیا تمہاری نوکر ہو۔ دنیا تم پر حاوی نہ ہو بلکہ تم دنیا پر حاوی ہو جاؤ۔ تم دنیا کو اپنے پیچھے چلانے والی بنو، نہ کہ خود دنیا کے پیچھے چلنے والی بن جاؤ۔

یہی اصول تھا جسے صحابہ نے اور صحابیات نے اپنے سامنے رکھا۔ اُن کے سامنے بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی صورت میں ہر قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرنے اور ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو سامنے رکھنے کا ایک عملی نمونہ تھا جس کا اعلیٰ ترین معیار ہونے کا اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ان الفاظ میں اعلان فرمایا ہے اور ہمیں تلقین کی ہے کہ اس کو اپناؤ کہ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوااللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَاللّٰہَ کَثِیْرًا (سورۃ الاحزاب: 22) ۔ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول میں ایک کامل نمونہ ہے۔ وہ جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت کے ملنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ پس اس نمونے کی پیروی کرو۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ صحابہ کے سامنے یہ نمونہ تھا جو آپ کی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی صورت میں تھا اور انہوں نے اس کی پیروی کی اور نفس کی خواہشات کو مٹا دیا اور دین کو دنیا پر مقدم کر لیا۔ وہ تاجر بھی تھے لیکن خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے تھے۔ وہ غلام بھی تھے، لونڈیاں بھی تھیں لیکن اُن میں خدا تعالیٰ کا خوف اپنے دنیاوی آقاؤں سے زیادہ تھا۔ وہ دنیا کے دوسرے کاموں میں بھی مصروف ہوتے تھے لیکن خدا تعالیٰ کو نہیں بھولتے تھے۔ اور خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی صحابیات بھی ویسی ہی کوشش کرتی تھیں جیسی صحابہ کرتے تھے۔ اور یہ کوشش اور قرآنِ کریم کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرنے کا نتیجہ ہی تھا کہ حضرت عائشہؓ نے وہ مقام حاصل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’آدھا دین عائشہ سے سیکھو‘‘۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح کتاب المناقب باب مناقب ازواج النبیؐ ...... الفصل الثالث جلد 11 صفحہ 338 دارالکتب العلمیہ بیروت 2001ء) اور آپ مردوں کے لئے نمونہ بن گئیں۔ اس طرح کئی صحابیات نے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو مردوں سے آگے نکل جانے والا فرمایا۔ آج بیشک وہ انسانِ کامل تو ہم میں موجود نہیں ہے جنہوں نے مُردوں کو زندہ کر دیا تھا اور اپنے عملی نمونے اور قوتِ قدسی سے ایک انقلاب برپا کر دیا تھا لیکن وہ آخری شرعی کتاب، وہ کامل و مکمل شریعت قرآنِ کریم کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ اور سنّت ہمارے سامنے موجود ہے۔ آپ اب تا قیامت زندہ رسول ہیں۔ چاہے جن کو بشری تقاضے کے تحت اللہ تعالیٰ نے وفات دے دی لیکن پھر بھی آپ کا جو اُسوہ ہے ہمارے سامنے موجود ہے اور اب یہ تا قیامت ہمارے سامنے موجود رہنا ہے۔ پس اس نمونے پر چلنے کی ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر خُلق ہی قرآنِ کریم کی عملی تصویر تھا۔ (مسند الامام احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 144 مسند عائشۃ حدیث 25108 عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس ہمارے لئے حضرت عائشہ نے یہی فرمایا جب اُن سے پوچھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتائیں تو آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر خُلق قرآن کریم کی عملی تصویر تھی۔

پس ہمارے لئے کوئی بہانہ نہیں رہ گیا، کوئی راہِ فرار نہیں ہے کہ ہم کس طرح اُس اسوہ پر عمل کریں جو زندہ صورت میں ہم میں موجود نہیں ہے۔ اور پھر اس زمانے میں یہ دیکھیں کہ قرآنِ کریم کی حکومت ہمارے سروں پر قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور مہدی معہود کو بھیجا ہے اور یہ تمام احکام اس طرح کھول کر آپ نے ہمارے سامنے رکھ دیئے ہیں کہ اس کے سوا اب اور کوئی چارہ نہیں کہ مسیح موعود کی جماعت سے منسوب ہو کر ہم ان قرآنی احکامات کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں اور نہ صرف اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔ اس اسوہ کو جاری رکھیں بلکہ اپنی نسلوں میں بھی جاری کرنے کی کوشش کریں کیونکہ نسلوں کی ذمہ داری عورت پر ڈالی گئی ہے۔

مائیں جب اپنے بچوں کو اپنا مقام قرآن و حدیث کے حوالے سے بتاتی ہیں تو اُس کا حق ادا کرنے والا بھی بننا ہوگا۔ عورت کے قدموں کے نیچے جب جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ تو ہر عورت اس جنت کی ضامن نہیں بن گئی۔ جنت کی ضمانت دینے والی عورت دنیاوی کھیل کود میں پڑنے والی عورت نہیں ہے۔ دنیاوی اور ذاتی خواہشات کی تکمیل کرنے والی عورت نہیں ہے بلکہ وہ عورتیں وہ ہیں جو قرآنی احکامات پر عمل کرنے والی ہوں۔ وہ بھی تو عورت تھی جس کی زبان اُس کے بیٹے نے اس لئے کاٹ لی تھی کہ اگر یہ میری صحیح تربیت کرتی، بچپن سے ہی میرے ہر برے کام کو ماں کی ممتا کا نام دے کر لاڈ پیار سے ٹال نہ دیتی تو آج یہ بیٹا برے کام سیکھ کر ڈاکو اور قاتل نہ بن جاتا اور پھانسی کے تختے پر نہ پہنچتا۔ پس جو مائیں اپنے بچوں کی تربیت نہیں کرتیں، اگر اُن کے بچے اُن کی زبان کاٹ کر دنیا کو یہ نہیں بھی بتاتے کہ میرا گناہ کی طرف اُٹھنے والا ہر قدم جو ہے وہ میری ماں کی بری تربیت کا نتیجہ ہے تب بھی زمانے کو، دنیا کو ایسے بچوں کی حرکتوں کا پتہ لگ جاتا ہے۔ دین سے دور جانے کی وجہ سے پتہ لگ جاتا ہے۔ ماں باپ کا ادب اور احترام نہ کرنے کی وجہ سے پتہ لگ جاتا ہے۔ غلط قسم کے لوگوں میں بیٹھنے کی وجہ سے پتا لگ جاتا ہے کہ ان بچوں کی اس تربیت پر عموماً گھر کے ماحول کا اثر ہے، ماں کی تربیت کی کمی کا اثر ہے۔ زیادہ لاڈ پیار کا اثر ہے۔ پس احمدی مائیں جو اس ماحول میں رہ رہی ہیں بچپن سے ہی اپنے بچوں کے لئے وہ ماں بن کر دکھائیں جو اُنہیں ہر برے بھلے کی تمیز کر کے دکھانے والی ہو۔ اُنہیں دین سے جوڑنے والی ہو۔ اُن کے دلوں میں خلافت سے محبت اور احترام کا تعلق پیدا کرنے والی ہو۔ اُن میں سچائی کے اعلیٰ ترین معیار قائم کرنے والی ہو۔ ہم میں سے اکثر اچھے اخلاق سیکھنے سکھانے کی باتیں کرتے ہیں۔ قرآنِ کریم کے حکم قولِ سدید یعنی ایسا سچ جو اعلیٰ ترین معیار کا سچ ہو جس میں کوئی ایچ پیچ نہ ہو وہ اپنانے کی باتیں کرتے ہیں، اُس نیک بچے کی مثال تو دیتے ہیں جس نے ماں کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ڈاکوؤں کو سچائی سے کام لیتے ہوئے اپنی چھپی ہوئی اشرفیوں کے بارے میں بتا دیا تھا اور اپنے نقصان کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی تھی اور سچائی کو دنیا کی ہر دولت پر ترجیح دی تھی۔ (ماخوذ از غنیۃ الطالبین اردو، مترجم مولانا سید عبدالدائم صفحہ 12 سوانح حیات حضور محبوب سبحانی، ایک غیبی واقعہ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی) لیکن اپنے جائزے لیں اور دیکھیں کہ کتنی مائیں ایسی ہیں جو وقت آنے پر خود بھی سچ کے اس معیار پر عمل کرنے والی ہیں۔ یہ عذر نہیں ہونے چاہئیں کہ آپ ہمیں نصیحت کرتے ہیں لیکن فلاں عہدیدار کی سچائی کا معیار بھی ایسا نہیں ہے۔ میں اگر کوئی بات کہتا ہوں تو ہر ایک کے لئے کہتا ہوں۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہنا کہ تمہارے جھوٹ کو میں اس لئے معاف کر دیتا ہوں کہ فلاں عہدیدار بھی جھوٹا ہے یا جھوٹی ہے۔ ہر ایک نے اپنا حساب خود دینا ہے۔ نہ ہی کبھی یہ دنیا میں ہوا ہے اور نہ کسی نے دیکھا ہے کہ بچے کی غلط تربیت کے بدنتائج اس لئے نہ نکلیں کہ فلاں عہدیدار نے یا فلاں شخص نے بھی اپنے بچے کی اچھی تربیت نہیں کی۔ یا کسی دوسرے نے اگر اچھی تربیت کی ہے تو اُس کا اثر آپ کے بچوں کی تربیت پر نہیں پڑے گا۔

پس ہمارے لئے اسوہ حسنہ کوئی دوسرا شخص نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور پھر جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ کے صحابہ اور صحابیات ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ اور صحابیات وہ ستارے ہیں جو ہمیں راستہ دکھانے والے ہیں۔

(جامع الاصول فی احادیث الرسولؐ لابن الاثیر جزری جلد 8 صفحہ 422 الباب الرابع فی فضائل الصحابۃ، الفصل الاول فی فضائلھم مجملا ...... حدیث نمبر 6369 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2009ء)

اور پھر اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق و عاشقِ صادق کی وہ ذات ہیں جو ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ پس ہم نے ان لوگوں کے پیچھے چلنا ہے۔ پھر خلافت کا جاری نظام ہے جو رہنمائی کرنے والا ہے۔ پس کسی دوسرے شخص کو ہم نے نہیں دیکھنا۔ ان چیزوں کو ہم نے دیکھنا ہے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنی ہے۔ پس ہر عورت کی ان باتوں کی طرف نظر ہونی چاہئے۔ جب یہ ہوگا تو پھر یقیناً آپ میں سے ہر ایک وہ ماں ہوگی جس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے جو اپنے بچوں کی جنت کی ضمانت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ: ’’اس زمانے کا حصنِ حصین میں ہوں‘‘۔

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

یعنی وہ مضبوط قلعہ ہوں جس کے ساتھ تعلق جوڑ کر تم اپنے آپ کو محفوظ کر سکتے ہو اور یہ تعلق اُسی صورت میں جُڑ سکتا ہے یعنی حقیقی تعلق جو ہمیں تمام آفات سے بچا سکتا ہے جب ہم دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے آپ کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں گے۔ یہ بدقسمتی ہے اُن لوگوں کی جو کہتے ہیں کہ ہم احمدی تو ہیں لیکن ہم اپنی مرضی کریں گے یا کریں گی۔ اگر اپنی مرضی کرنی ہے تو پھر اس مضبوط قلعے میں داخل ہونے والی نہیں سمجھی جائیں گی۔ پس اگر آپ اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتی ہیں، اپنی اولاد کو محفوظ رکھنا چاہتی ہیں، اپنے گھروں کو محفوظ رکھنا چاہتی ہیں تو اُن تمام باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہیں، اور جن کو اس زمانے میں کھول کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم تک پہنچایا ہے۔ اس مضبوط قلعے میں داخل ہونے کے لئے اپنے نفس کی قربانی دینی ہوگی۔

ان ملکوں میں آ کر سب سے پہلا بداثر جو عورتوں پر پڑتا ہے وہ عموماً پردوں کا اُترنا دیکھا ہے۔ پردہ قرآنی حکم ہے۔ یہ کوئی ایسا حکم نہیں ہے جس کے بارے میں عورتوں کو یہ چھوٹ دے دی گئی ہو کہ کرنا ہے تو کرو، نہیں کرنا تو نہ کرو۔ بلکہ بڑا واضح حکم ہے کہ اپنے سر کو ڈھانکو، اپنے چہرے کو ڈھانکو، اپنے سینے کو ڈھانکو۔ پس جو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ قرآنِ کریم کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ یہ احساسِ کمتری ہے ہر اُس عورت میں جو سمجھتی ہے کہ میں نے پردہ کیا تو میں اس ماحول میں سموئی ہوئی نہیں لگوں گی،

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر233

مکرمہ احلام عبداللہ صاحبہ (1)

مکرمہ احلام عبداللہ صاحبہ لکھتی ہیں:۔

میرا تعلق لبنان سے ہے جہاں میری پیدائش 1985ء میں ہوئی۔ میرا بچپن ایک ایسے گھرانے میں گزرا جس کا موروثی عقیدہ تو اہل سنت کا تھا لیکن اردگرد بسنے والے اہل تشیّع سے بھی بہت ہمدردی کا تعلق تھا۔

قصّے کہانیاں اور معجزات

ہم ایک بستی میں رہتے تھے جس کے باسی عموماً سادہ لوح تھے۔ دینی لحاظ سے اندھی تقلید اور جہالت کی وجہ سے لوگوں کا طرز زندگی ایسے رسم ورواج کے زیر اثر تھا جن کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ دین کا مطلب ان کے نزدیک پرانے لوگوں کے قصے کہانیاں اور بعض ناقابل یقین معجزات سے عبارت تھا۔ وہ ہر تعجب انگیز اور دیومالائی رنگ رکھنے والی بات کو معجزہ تصور کرکے سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھنا شروع کردیتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی ایسے امور پر اعتراض کرتا تو اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر پڑھ کر اس کا منہ بند کردیا جاتا کیونکہ اس کے بعد بولنا خدا تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرنے کے مترادف سمجھا جاتا اور ظاہر ہے کہ خدا کی قدرت کا انکاری تو کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔

معجزہ کے بارہ میں غلطیوں کی اصلاح

{تبصرہ} حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت دنیا معجزات کے متعلق دو گروہوں میں تقسیم تھی۔ بعض لوگ معجزات کے کلی طور پر منکر تھے اور بعض ہر رطب ویابس قصہ اور دیومالائی خرافات کو صحیح تسلیم کررہے تھے۔ آپؑ کا یہ بھی ایک عظیم کارنامہ ہے کہ آپ نے معجزہ کے بارہ میں غلطیوں کی اصلاح فرمائی۔ جو لوگ معجزات کے منکر تھے انہیں تو آپ نے علاوہ اور دلائل کے اپنے معجزات پیش کر کے ساکت کیا اور دعوی کیا کہ:

کرامت گرچہ بے نام ونشان است
بیا بنگر زِ غلمانِ محمدؐ

اور جو لوگ ہر رطب ویابس حکایت کو معجزہ قرار دے رہے تھے انہیں آپ نے بتایا کہ معجزہ تو ایک غیر معمولی کیفیت کا نام ہے اور غیر معمولی امور کے تسلیم کرنے کے لئے غیر معمولی ثبوت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ پس صرف انہی معجزات کو تسلیم کیا جاسکتا ہے:

1۔ جن کا ذکر الہامی کتاب میں ہو، یا یہ کہ ان کی تائید میں زبردست تاریخی ثبوت ہو۔

2۔ جو سنت اللہ کے خلاف نہ ہو خواہ بظاہر اچنبھا نظر آئے۔ مثلاً خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ کوئی مردہ اس دنیا میں زندہ نہیں ہوسکتا۔ اب اگر کوئی کہے کہ فلاں نبی یا ولی نے مردہ زندہ کیا ہے تو ہم اسے ہرگز تسلیم نہیں کریں گے کیونکہ معجزہ دکھانے والی ہستی نے خود فرمادیا ہے کہ وہ مردہ زندہ نہیں کرے گی۔

3۔ معجزہ میں ایک رنگ کا اخفاء ضروری ہے۔ اگر اخفاء نہ رہے تو معجزہ کی اصل غرض جو ایمان کا پیدا کرنا ہے ضائع ہوجاتی ہے۔ مثلاً اگر عزرائیل آئے اور کہے کہ فلاں نبی کو مان لو ورنہ ابھی جان نکالتا ہوں تو فوراً لوگ مان لیں گے۔ اور ایسے ایمان کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

4۔ معجزہ میں کوئی فائدہ مدنظر ہو، کیونکہ معجزہ لغو نہیں ہوتا اور تماشہ کی طرح نہیں دکھایا جاتا بلکہ اس کی کوئی نہ کوئی غایت اور غرض ہوتی ہے۔ پس جو معجزہ کسی مقصد اور فائدہ پر مشتمل ہو اسی کو تسلیم کیا جاسکتا ہے ورنہ اسے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔

(ماخوذ از انوار العلوم جلد10 صفحہ 174-173)

اگر ایسی شرطیں نہ لگائی جائیں تو ہم ہندوؤں عیسائیوں اور یہودیوں وغیرہ کی بیان کردہ خلافِ حقیقت حکایات کو بھی سچا ماننے پر مجبور ہیں، اور ایسی حالت میں کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان دیگر ادیان کے پیروکاروں سے تو اپنے معجزات منوائیں لیکن اُن کے بیان کردہ معجزات کا انکار کردیں۔ لہذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو شرطیں لگائی ہیں وہ عقل ومنطق اور مذہبی اصولوں سے ایسی ہم آہنگ ہیں کہ کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہوسکتی، اور ان کی روشنی میں صحیح اور غلط کی پہچان بڑی آسانی سے ممکن ہوجاتی ہے۔ یوں معجزہ کے بارہ میں ایسا عظیم الشان حل پیش کرنا بذات خود کسی معجزہ سے کم نہیں ہے۔ (ندیم)}

اس تبصرہ کے بعد ہم دوبارہ مکرمہ احلام عبد اللہ صاحبہ کی طرف لوٹتے ہیں۔ وہ اپنے معاشرہ کے بارہ میں بیان کرتی ہیں:

عجیب وغریب طاقتوں والے جنّ

سب سے زیادہ جو خرافانہ سوچ اس وقت معاشرے میں پھیلی ہوئی تھی وہ غیر معمولی طاقتوں والے جنّوں کا تصور تھا۔ میرے والد صاحب اس کو کسی طور پر قبول نہ کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ جو طاقتیں تم جنّوں سے منسوب کرتے ہو وہ خدا تعالیٰ کے علاوہ اور کسی مخلوق کو حاصل نہیں ہیں۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کو انسانوں کی پرائیویٹ زندگی میں اس طرح دخل اندازی کا اختیار دے دے کہ وہ ان کے قلب وعقل کے علاوہ ان کی مادی اشیاء پر بھی تسلط رکھتی ہو۔ ان خیالات کا ہمارے معاشرے کی عورتوں پر اس قدر اثر تھا کہ مثال کے طور پر اگر کسی عورت کے گھر سے چھری گم ہوجاتی تو وہ کہتی: بسم اللہ، لگتا ہے جنّ اسے مستعار لے گئے ہیں۔

میرے والد صاحب کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل وخرد عطا کی ہے اور اسے نیک وبد میں پہچان کرنے کی صلاحیت بخشی ہے اور نیکی پر اس کے لئے جزاء اور برائی کے ارتکاب پر سزا مقرر کی ہے۔ ہم ہر چھوٹے بڑے عمل کے بارہ میں خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہیں، لیکن اگر جنّ ہماری روزمرہ زندگی میں دخل اندازی کرسکتے ہیں اور ہمارے قلب وعقل پر قبضہ کرسکتے ہیں تو پھر ہمارے اعمال کے بارہ میں ہمیں کیوں پوچھا جائے گا؟ مثال کے طور پر کسی پر جنّ سوار ہوجائے اور اسے قتل کرنے کا حکم دے تو ایسی صورت میں اس جنّ کو قتل کی سزا ملنی چاہئے نہ کہ انسان کو، کیونکہ اس نے اپنے ارادہ سے تو کسی کا خون نہیں کیا۔ لیکن اگر کسی کو بھی سزا نہ دی جائے تو مقتول کا حق کہاں جائے گا؟ ان سوالوں کی روشنی میں میرے والد صاحب اس نتیجہ پر پہنچے کہ دراصل حقیقت کچھ اور ہے۔ لیکن وہ کیا ہے اور کہاں ہے؟ اس کو ڈھونڈنے کے لئے انہوں نے مختلف اسلامی جماعتوں اور مولویوں کا رخ کیا۔ لیکن ان جماعتوں اور مولویوں کے جوابات سے والد صاحب کے سوالوں میں مزید اضافہ ہوگیا۔

صوفی اِزم کی خرافات

میرے والد صاحب نے سب سے پہلے صوفی ازم میں شمولیت اختیار کی۔ لیکن بہت جلد وہ ان کی بے مقصد، خلاف دین اور نقیضِ روحانیت حرکات سے بیزار ہوگئے۔ ان کا صوفیانہ کلام پر مخصوص دھمالیں ڈالنا، جسم میں سلاخیں وغیرہ چبھونا اور روحانیات کے نام پر بزعم خود خوارق دکھانا اور چیخ چیخ کر اللہ اللہ کا ورد کرنا، حتی کہ بعض اوقات ان کے اجتماعی ذکر کی مجالس میں ایک شخص گھومتے ہوئے اونچی آواز میں شور مچاتے ہوئے یہ تاثر دیتا تھا کہ جیسے وہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہوگیا ہے۔ یہ کرتے کرتے وہ بسا اوقات اس قدر تھک جاتا تھا کہ آسانی سے شیطانی خیالات کے زیر اثر آجاتا چنانچہ کبھی کسی دیوار میں جا کر سر مارتا تھا اور کبھی پاگل پن کی آخری حدوں کو چھوتے ہوئے یہ سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر سے بول رہا ہے اس لئے وہ کہتا تھا کہ نعوذ باللہ مَیں ہی خدا ہوں۔

جب میرے والد صاحب نے صوفی ازم میں شمولیت اختیار کی اس وقت مَیں چھوٹی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ میرے والد صاحب نے اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ گھر پر ہی ذکر کی ایک مجلس کا اہتمام کیا۔ ایک خاص حالت میں پہنچ کر سب لوگوں نے مخصوص انداز میں گھومنا اور بآواز بلند کچھ بولنا شروع کردیا۔ گھومنے کے ساتھ ساتھ ان کے وِرد کی آواز بھی بلند ہوتی گئی۔ ان کو دیکھ کر مَیں نے بھی چیخنا شروع کردیا، لیکن فرق یہ تھا کہ میری چیخیں خوف کی وجہ سے نکل رہی تھیں جبکہ میرے والد صاحب کے دوستوں کی چیخیں مزعومہ خشوع وخضوع کا نتیجہ تھا۔

انہی امور کی وجہ سے میرے والد صاحب نے صوفی ازم کو خیر باد کہہ کر گو اپنے گھر اور کاروبار کی طرف توجہ دینی شروع کردی لیکن انہیں ہمیشہ یہی احساس رہا کہ شاید وہ اس دین سے کوسوں دور ہیں جو ان کے اردگرد بسنے والوں کے نزدیک سچا راستہ تصور کیا جاتا تھا۔ مَیں اپنے والدین کے انہی خیالات کو لے کر بڑی ہوئی، بچپن ہی سے مجھے خدا تعالیٰ سے گہری محبت تھی۔ مَیں نے چھ سال کی عمر سے حجاب اوڑھنا شروع کردیا، اور اسی بچپن کی عمر سے ہی اپنے خالق کے بارہ میں سوچنا اور اسے ڈھونڈنا شروع کردیا تھا۔

میری زندگی کا ایک اہم دن

14؍ستمبر 1997ء میری زندگی کا اہم ترین دن تھا جس نے میری زندگی کا دھارا بدل کے رکھ دیا۔ اس وقت میری عمر محض بارہ سال تھی۔ اس روز مَیں نے محسوس کیا کہ مَیں بچپن سے نکل کر ایک ایسے دور میں داخل ہوئی ہوں جہاں مجھے بے شمار سوالیہ نشان دکھائی دیتے ہیں۔ اِس روز ’’حزب اللہ‘‘ کے جنرل سیکرٹری حسن نصر اللہ کے بیٹے ہادی نصر اللہ کی وفات پر دو روز گزر چکے تھے۔ میرے والد صاحب لائیو نشریات کے ذریعہ تعزیتی مجلس کی کارروائی دیکھ رہے تھے۔ اچانک میری والدہ صاحبہ نے والد صاحب سے پوچھا کہ کیا یہ وہ شخص ہے جس کا بیٹا فوت ہوا ہے؟ والد صاحب نے جواب دیا: ہاں یہی حسن نصر اللہ ہے۔ اس وقت مَیں نے بھی ٹی وی کی طرف دیکھا۔ میرا خیال تھا کہ کوئی بیٹے کی جدائی پر آنسو بہا رہا ہوگا لیکن اس کی بجائے مجھے سیاہ عمامہ پہنے ہوئے ایک پُر اعتماد شخص نظر آیا جو بڑے اطمینان سے کہہ رہا تھا کہ مَیں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ہمارے خاندان کو بھی اس شرف سے نوازا کہ اس میں سے بھی شہادت کے لئے ایک نوجوان کا انتخاب کیا۔ نیز انہوں نے یہود سے اپنی زمین لینے تک جہاد جاری رکھنے کا اعلان کیا۔

ان الفاظ کے سنتے ہی میرے ذہن میں سوالات کا ایک ہجوم امڈ آیا۔ مثلاً یہ کہ شہید کیا ہوتا ہے؟ جہاد کیا ہے؟ کیا ہمیں یہود سے بزور شمشیر زمین واپس لینے کی کوشش کرنی چاہئے؟ کیا یہ مولوی ہمارے اہل سنت مولویوں سے مختلف ہے؟ شیعہ حضرات کون لوگ ہیں اور انہیں اس نام سے کیوں پکارا جاتا ہے؟

یہ پہلا موقعہ تھا جب مجھے پتہ چلا ہم سے مختلف کچھ اور مسلمان بھی ہیں۔ میں تو اہل سنت سے تعلق رکھتی تھی۔ میرے والد صاحب اہل سنت عقیدے کو سب سے بہتر خیال کرتے تھے لیکن اہل سنت فرقہ کے پیروکاروں کو اس لئے ناپسند کرتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک وہ اصل عقیدہ سے ہٹے ہوئے تھے۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مجھے حضرت علی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے بارہ میں بہت سے امور کا علم ہوا۔

شیعہ سنّی اختلاف اور ہمارا محتاط مؤقف

جس بات نے مجھے اہل تشیع کے اور زیادہ قریب کر دیا وہ اہل سنت کا جنگ کی حد تک ان کی مخالفت کرنا اور ان کی تکفیر کرنا تھا۔ جب بھی کوئی سنّی ہمیں شیعوں سے بدظن کرنا چاہتا تو کہتا کہ ان میں سے سب سے متقی شخص بھی ہمارے نزدیک کم ازکم فاسق کہلاتا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ تم تو سنّی ہو تمہیں شیعوں سے اس قدر ہمدردی کیوں ہے؟ جبکہ وہ صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں اور صحابہ کو گالیاں دینے والا گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کا مرتکب ہوتا ہے اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی گستاخی کا ارتکاب کیا۔ مَیں نے انہیں کہا کہ مَیں نے ابھی تک کسی شیعہ کو صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہوئے نہیں سنا، اس کے باوجود اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو ظاہر ہے یہ بہت بڑی غلطی ہے جس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ لیکن آپ کو مَیں نے ان کی تکفیر کرتے ہوئے سنا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کسی کلمہ گو کی تکفیر کرتا ہے تو وہ خود کافر ہوجاتا ہے۔

ہماری شیعہ حضرات کے ساتھ ہمدردیاں دو سبب سے تھیں۔ ایک تو اس وجہ سے کہ ہم نہیں چاہتے کہ محض سنی سنائی باتوں کی بنا پر کسی مسلمان کی تکفیر کے مرتکب ہوجائیں۔ دوسرے اس وجہ سے کہ ہم سوچتے تھے کہ ہم اہل سنت کی شیعوں کے بارہ میں باتوں کا یقین کیسے کرلیں جبکہ حالت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی صحابہ کرام کے نقش قدم پر نہیں ہے۔ اس کے برعکس شیعہ حضرات کم ازکم کسی ایک سے تو اتنی محبت رکھتے ہیں کہ اس کے نقش قدم چلنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ میں اسی موقف پر قائم رہی یہاں تک مجھے شیعوں کے بعض مخصوص عقائد اور ان کی قرآن کریم کی آیات کی عجیب وغریب تفاسیر کا علم ہوا جس کے بعد میرا ان کے بارہ میں موقف یکسر بدل گیا۔

(باقی آئندہ)

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ربوہ)

قسط نمبر42

متی باب 27

یسوع کے صلیب پر لٹکائے جانے کے واقعہ پر اناجیل کے بیان پر تبصرہ سے پہلے پیلاطوس کے سامنے عدالت کے ضمن میں اناجیل کا بیان مختلف نظر آتا ہے جس پر مسیحی مفسرین پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں` بہر حال پادری ڈم میلو صاحب **متی باب 27 آیت 11** پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

Here as so often, The Fourth gospel alone renders the narrative clearly intelligible.

گویا پادری صاحب کے نزدیک بمقابلہ یوحنا کی انجیل کے باقی اناجیل intelligible نہیں ہے۔اس صورت میں ان کو خدا کا کلام کہنا درست نہیں ہوگا۔

✿......متی کی انجیل میں لکھا ہے کہ پیلاطوس کی عدالت میں مقدمہ کے دوران میں اس کی بیوی نے اس کو کہلا بھیجا کہ اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ کیونکہ میں نے آج خواب میں اس کے سبب سے بہت دکھ اٹھایا ہے۔

اس بیان سے یہ ایک عجیب بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ **مسیحی چرچ کے عقیدہ کے مطابق تو یسوع کو بھیجا ہی اس لئے گیا تھا کہ وہ صلیب پر جان دے کر انسانیت کی نجات کا باعث بنے مگر جس باپ نے یسوع کو صلیب پر لٹکنے کے لئے بھیجا تھا وہ خود ہی پیلاطوس کی بیوی کی خواب کے ذریعہ اس عمل سے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔** ظاہر ہے کہ انسانیت کے بچانے کے لئے یسوع کو صلیب پر لٹکانے کا تصور محض ایک بعد کا خیال ہے۔

انٹر پریٹرز بائبل کے مرتبین نے محتاط الفاظ میں ان واقعات پر شبہ کا اظہار کیا ہے جن کے متعلق متی نے پیلاطوس کی عدالت کے دوران ہونے کا اظہار کیا ہے،لکھا ہے:۔

It is hard to imagine that Pilate would make this dramatic gesture of hand washing. It would be an act of colonial's weakness in the presence of and furthermore would put Pilate in an impossible position with respect to the emperor.

پھر لکھا ہے:۔

Certainly the people of Israel would not cry, His blood be on us and on our children; i.e."We accept the responsibility and guilt". This represents the anti-Judaism of later Christians who regard the Jewish War as a punishment for crucifixion of Jesus.

اس تبصرہ کے بعد بھی اگر انٹر پریٹرز بائبل کے مرتبین اناجیل کو خدا کا کلام اور انسان کیلئے روحانی راہنما قرار دیتے ہیں تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟

یسوع کا صلیب پر لٹکا یا جانا

✿......جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے نئے عہد نامہ میں یسوع کی زندگی کے ہر اہم واقعہ کے بارہ میں اختلاف پایا جاتا ہے جو اس کتاب کی گواہی کو حد درجہ کمزور کر دیتا ہے۔**موجودہ عیسائی دنیا کے لئے صلیب کا واقعہ ان کے مذہب میں کلیدی اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے مگر اس بارہ میں بھی اناجیل میں اختلاف ہے** اور ان اختلافات کے باوجود ان کو خدا کا کلام قرار دینا خدا پر الزام ہے۔

✿......متی اور مرقس کی انجیل میں لکھا ہے :جب باہر آئے تو انہوں نے شمعون نام ایک کرینی آدمی کو پا کر اسے بے گار میں پکڑا کہ اس کی صلیب اٹھائے۔

لوقا کی انجیل بھی اس بیان کی تصدیق کرتی ہے۔

مگر یوحنا کی انجیل کا بیان اس سے متضاد ہے۔یوحنا میں لکھا ہے:۔پس وہ یسوع کو لے کر گئے اور وہ اپنی صلیب آپ اٹھائے ہوئے اس جگہ تک باہر گیا جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے۔ (یوحنا باب19 آیت17)

نئے عہد نامہ کے بعض ہمدردوں نے اس اختلاف کو اس طرح ایک تصنع کے ساتھ حل کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور یہ کہتے ہیں کہ شہر کے دروازہ تک تو یسوع نے خود اپنی صلیب اٹھائی اور شہر سے باہر آ کر صلیب دینے کی جگہ تک شمعون کرینی نے صلیب اٹھائی۔مگر یوحنا کی انجیل کے الفاظ دوبارہ پڑھیئے،اس میں صاف لکھا ہے:۔'اور وہ اپنی صلیب آپ اٹھائے ہوئے اس جگہ تک باہر گیا جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے'۔

لہٰذا یہ اختلاف اور تضاد حقیقی ہے۔

انٹر پریٹرز بائبل اس بارہ میں یوحنا کی انجیل باب 19 آیت 17 تا 24 پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

17-24 Jesus went out, bearing his own cross; So every condemned prisoner went to the place of execution. John is silent about Simon of Cyrene, who was requisitioned to carry the load that was too heavy for Jesus. *(Mark,15:21)*

یہ اور ایسے ہی سینکڑوں اختلافات اور تضادات رکھتے ہوئے اس کتاب کو خدا کا کلام کہنا کوئی معنے نہیں رکھتا۔

ایک اور اختلاف لیجئے، مرقس کی انجیل باب 15 آیت 22، 23 میں لکھا ہے:۔

اور وہ اسے مقام گلگتا پر لائے جس کا ترجمہ کھوپڑی کی جگہ ہے اور مُر ملی ہوئی مَے اسے دینے لگے مگر اس نے نہ لی۔

مگر متی کی انجیل جو بالعموم مرقس کی اتباع کرتی ہے، لکھا ہے:۔

اور اس جگہ جو گلگتا یعنی کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے پہنچ کر پت ملی ہوئی مَے اسے پینے کو دی مگر اس نے چکھ کر پینا نہ چاہا۔(متی باب 27 آیت 33،34)

مرقس نے مَے میں مُر کا ذکر کیا ہے جو مخدّر ہے اور تکلیف اور درد کے احساس کو مٹاتا ہے اور رحم دل لوگوں میں یہ طریق تھا کہ وہ صلیب کے لئے لیجانے والوں کو مُر ملی ہوئی مَے پیش کرتے تھے تا کہ ان کو کم تکلیف ہو اور یہ ایک شفقت کا طریق تھا۔مگر متی نے پت ملی ہوئی مَے کا ذکر کر دیا ہے جو ایک کڑوی چیز ہے۔جس کا مقصد مسیح کے دکھ میں اضافہ کرنا تھا۔

اب یہ بھی واضح تضاد اور اختلاف ہے جس کا تصور بھی خدا کے کلام میں نہیں کیا جا سکتا۔مگر اس پر بس نہیں بلکہ یہ تبدیلی متی کے انجیل نویس کی دیانتداری کو بھی (ہمیں یہ کہتے ہوئے تکلیف محسوس ہوتی ہے) مشتبہ کرتی ہے کیونکہ یہ تبدیلی یسوع پر پرانے عہد نامہ کی ایک پیشگوئی چسپاں کرنے کے لئے کی گئی ہے۔پادری ڈم میلو صاحب جیسے کٹر عیسائی لکھتے ہیں:۔

migled with gall. Mk wine mingled with myrrh see Ps, 69:21. (34. Vineger)RV winePious ones of Jerusalem were accustomed to offer to condemned criminals a draught of wine and myrrh just before their execution, to stupefy them. The editor of the Gk. Matthew not understanding the custom, and thinking that myrrh was added to make the cup bitter and distasteful to Jesus has rendered it gall.

Seeing in the incident a fulfillment of Ps.69:21 (پھر بھی یہ کتاب خدا کا کلام ہے)

انٹر پریٹرز بائبل کے مصنفین لکھتے ہیں:۔

34. It was a pious Jewish custom to give a condemned man unmixed wine or wine with an opiate in it to make him unconscious. Mark 15:23 speaks o f "myrrhed wine", but Matthew change this to gall. His thought is that the prophecy of Ps 69:21 have been fulfilled.

دونوں حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ متی نے (مرقس سے مضمون اخذ کرتے ہوئے) مُر کے لفظ کو پت میں تبدیل کر دیا ہے تا کہ زبور 69 کے الفاظ کو بطور پیشگوئی یسوع پر چسپاں کر سکے` اور ہم متی کے ابتدائی ابواب پر تبصرہ کرتے ہوئے ثابت کر چکے ہیں کہ متی کا لکھنے والا پرانے عہد نامہ کے اقوال کو پیشگوئی قرار دے کر یسوع پر چسپاں کرتا ہے خواہ ان کا کوئی تعلق بھی یسوع سے نہ ہو۔

ہمیں تعجب ہے کہ جس کتاب کے بارہ میں عیسائی مفسرین تسلیم کرتے ہیں کہ اس کے مصنف نے اس میں اپنی غلطی یا غلط فہمی کی وجہ سے حقائق میں تبدیلی کی ہے تا کہ پرانے عہد نامہ کی پیشگوئی کو یسوع پر چسپاں کر سکیں اس کتاب کو وہ خدائے علیم و خبیر کا کلام قرار دیتے ہیں۔

✿...... Arther S. Peake اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

Mt. still follows Mk, the chief (Xxvii 32-44 the crucifixion MK.15:21-32, LK 23:2-43 alteration being (gall (34) for myrrh this is due to Ps.69:21 and turns a kindly act into a cruel one

✿......اسی طرح Peak's commentary on the Bible کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:۔

34.The 'wine with the gall' if compared with Mk's 'myrrhed wine' appears to be a conscious allusion to Ps. 69:21..one of the Psalms which was used from earliest time in the Church.

کیا کوئی پادری صاحب متی کے اس اقدام پر روشنی ڈالیں گے؟ اور کیا اس بات کو تسلیم کرنے کے بعد متی کی انجیل کو خدائے واحد و برتر کا کلام قرار دینگے؟

✿......اسی طرح یسوع کے واقعہ صلیب کے بیان میں اناجیل میں **ایک اور اختلاف** جس کو شاید مسیحی حضرات معمولی اختلاف قرار دیں لیکن اگر یہ کتاب خدا کا کلام قرار دیا جائے تو بہت بڑا اختلاف ہوگا **متی کی انجیل باب 27 آیت 46 میں** لکھا ہے:۔

اسی طرح ڈاکو بھی جو اس کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے اس پر لعن طعن کرتے تھے۔

یہی مضمون مرقس باب 15 آیت 32 میں ہے۔مگر اس کے بالمقابل لوقا کی انجیل باب 23 آیت 39 میں لکھا ہے:

پھر جو بدکار صلیب پر لٹکائے گئے تھے ان میں سے ایک یوں طعنہ دینے لگا کہ کیا تو مسیح نہیں! تُو اپنے آپ کو اور ہم کو بچا۔مگر دوسرے نے اسے جھڑک کر جواب دیا کہ کیا تو خدا سے بھی نہیں ڈرتا حالانکہ اس سزا میں گرفتار ہے اور ہماری سزا تو واجبی ہے کیونکہ ہم اپنے کاموں کا بدلہ پا رہے ہیں لیکن اس نے کوئی بیجا کام نہیں کیا۔پھر اس نے کہا اے یسوع جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا۔اس نے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج تُو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔ (لوقا باب 23 آیت 39 تا 43)

شاید مسیحی حضرات اس اختلاف کو معمولی قرار دیں مگر خدائے خالق و برتر کے کلام میں یہ تضاد بھی نعوذ باللہ ایک داغ کی حیثیت رکھتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی توجہ کے قابل ہے کہ یسوع نے تو اپنے ساتھ ایک صلیب پر لٹکائے جانے والے کو کہا کہ :

آج تُو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔

مگر عیسائی دنیا بالعموم یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ یسوع تین دن کے لیے نعوذ باللہ دوزخ میں گیا اور قیدی روحوں کو پیغام صداقت دیا۔ یہ مضمون واضح طور پر پطرس کے پہلے خط باب 18،19 آیات میں موجود ہے اور آجکل کے تاویل کرنے والے مسیحی مفسرین کے خلاف گواہی دے رہا ہے۔

(باقی آئندہ)

معاند احمدیت،شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلاّؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعائیں بکثرت پڑھیں

✿...... رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ ۔

اے اللہ ہر چیز تیری خادم ہے۔اے میرے رب پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

✿...... اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

✿...... اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے،انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

خطبہ جمعہ

بیشک بچوں کو واقفینِ نَو میں پیش کرنے کا جذبہ قابل تعریف ہے لیکن ان درخواستوں کو پیش کرنے کے بعد ماں اور باپ دونوں کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔

جامعہ احمدیہ میں جانے والوں کی تعداد واقفینِ نَو میں زیادہ ہونی چاہئے۔ ہمارے سامنے تو تمام دنیا کا میدان ہے۔ ایشیا، افریقہ، یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، جزائر، ہر جگہ ہم نے پہنچنا ہے۔ ہر جگہ، ہر براعظم میں نہیں، ہر ملک میں نہیں، ہر شہر میں نہیں بلکہ ہر قصبہ میں، ہر گاؤں میں، دنیا کے ہر فرد تک اسلام کے خوبصورت پیغام کو پہنچانا ہے۔ اس کے لئے چند ایک مبلغین کام کو سرانجام نہیں دے سکتے۔

دنیا میں دین کو پھیلانے کے لئے دینی علم کی ضرورت ہے اور یہ علم سب سے زیادہ ایسے ادارہ سے ہی مل سکتا ہے جس کا مقصد ہی دینی علم سکھانا ہو اور یہ ادارہ جماعت احمدیہ میں جامعہ احمدیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس لئے واقفین نَو کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو جامعہ احمدیہ میں آنا چاہئے۔

واقفین نَو، ان کے والدین اور شعبہ وقفِ نَو سے متعلقہ انتظامیہ کے لئے نہایت اہم اور ضروری ہدایات

اس سال انتخابات ہو رہے ہیں۔ جماعتوں سے یہ رپورٹیں آنی چاہئیں کہ کون کون سیکرٹریانِ وقفِ نَو فعّال نہیں ہیں۔ اور اگر وہ فعّال نہیں ہیں تو چاہے ان کے ووٹ زیادہ ہوں ان کو اس دفعہ مقرر نہیں کیا جائے گا۔

وقفِ نَو کا ایک نصاب بنا ہوا ہے۔ اگر جماعت کا بھی ایک نصاب بنا ہوا ہے تو جب سیکرٹری تربیت اور سیکرٹری تعلیم اور سیکرٹری وقفِ نَو جماعتی نظام کے تحت ہی کام کر رہے ہیں تو امراء اور صدران کا کام ہے کہ ان کو اکٹھا کر کے ایسا معین لائحہ عمل بنائیں کہ یہ نصاب بہرحال پڑھا جائے۔ خاص طور پر واقفینِ نَو کو اس میں ضرور شامل کیا جائے۔

وقفِ نَو کے نصاب کو مختلف ممالک اپنی زبانوں میں بھی شائع کروا سکتے ہیں۔

ہر ملک کی انتظامیہ ایک کمیٹی بنائے جو جائزہ لے کہ ان ملکوں کی اپنی ضروریات آئندہ دس سال کی کیا ہیں؟ کتنے مبلغین ان کو چاہئیں؟ کتنے زبان کے ترجمے کرنے والے چاہئیں؟ کتنے ڈاکٹرز چاہئیں؟ کتنے ٹیچرز چاہئیں جہاں جہاں ضرورت ہے۔ اور اس طرح مختلف ماہرین اگر چاہئیں تو کیا ہیں؟ مقامی زبانوں کے ماہرین کتنے چاہئیں؟ یہ جائزے لے کر تین سے چار مہینے کے اندر اندر اس کی رپورٹ ہونی چاہئے اور شعبہ وقفِ نَو اس کو Proper Follow up کرے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18؍جنوری 2013ء بمطابق 18؍صلح 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ إِنَّکَ أَنتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (آل عمران:36)

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔ قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْشَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ (الصفت:103)

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (آل عمران:103)

وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّةً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ۔ (التوبه:122)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ:

جب عمران کی ایک عورت نے کہا اے میرے ربّ! جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے یقیناً وہ میں نے تیری نذر کر دیا دنیا کے جھمیلوں سے آزاد کرتے ہوئے۔ پس تُو مجھ سے قبول کر لے۔ یقیناً تُو ہی بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا۔ اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ مَیں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تُو مجھے تو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور نیکی کی تعلیم دیں اور بدیوں سے روکیں۔ اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

مومنوں کے لئے ممکن نہیں کہ وہ تمام کے تمام اکٹھے نکل کھڑے ہوں۔ پس ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان کے ہر فرقہ میں سے ایک گروہ نکل کھڑا ہوتا کہ وہ دین کا فہم حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو خبردار کریں جب وہ ان کی طرف واپس لوٹیں تا کہ شاید وہ ہلاکت سے بچ جائیں۔

یہ آیات سورۃ آل عمران، سورۃ توبہ اور سورۃ الصافات کی آیات ہیں۔ ان آیات میں ماں کی خواہش، ماں باپ کی بچوں کی صحیح تربیت، بچوں کے احساسِ قربانی کو اجاگر کرنا اور اس کے لئے تیار کرنا، وقفِ زندگی کی اہمیت اور کام اور پھر یہ کہ یہ سب کچھ کرنے کا مقصد کیا ہے؟ یہ بیان کیا گیا ہے۔

پہلی آیت جو سورۃ آل عمران کی ہے، یہ چھتیسویں آیت ہے۔ اس میں ایک ماں کا بچے کو دین کی خاطر وقف کرنے کی خواہش کا اظہار ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو قبول کر لے۔

پھر سورۃ صافات کی آیت 103 ہے جو اس کے بعد مَیں نے تلاوت کی ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کی خاطر قربانی کے لئے تیار کرنے کی خاطر باپ کا بیٹے کی تربیت کرنا اور بیٹے کا خدا تعالیٰ کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہونے کا ذکر ہے۔ باپ کی تربیت نے بیٹے کو خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ جوڑ دیا اور بیٹے نے کہا کہ اے باپ! تُو ہر قسم کی قربانی کرنے میں مجھے ہمیشہ تیار پائے گا اور نہ صرف تیار پائے گا بلکہ صبر و استقامت کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے والا پائے گا۔

پھر سورۃ آلِ عمران کی آیت 105 مَیں نے تلاوت کی جس میں نیکیوں کے پھیلانے اور پھیلاتے چلے جانے والے اور بدیوں سے روکنے والے گروہ کا ذکر ہے۔ کیونکہ یہی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بن کر ایک انسان کو کامیاب کرتی ہیں۔

پھر سورۃ توبہ کی 122 ویں آیت ہے جو مَیں نے آخر میں تلاوت کی ہے۔ اس میں فرمایا کہ نیکی بدی کی پہچان کے لئے دین کا فہم حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور دین کا فہم کیا ہے؟ یہ شریعتِ اسلامی ہے یا قرآنِ کریم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ:4)۔ اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کی پسند حاصل کرنے کے لئے قرآنِ کریم کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ سب کچھ کرنے کا مقصد کیا ہے؟ وہ یہ بیان فرمایا کہ تا کہ تم دنیا کو ہلاکت سے بچانے والے بن سکو۔ پس یہ وہ مضمون ہے جس کا حق ادا کرنے کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے جماعت احمدیہ کا قیام فرمایا۔ یہی وہ جماعت ہے جس میں بچے کی پیدائش سے پہلے ماؤں کی دعائیں بھی ہمیں صرف اس جذبے کے ساتھ نظر آتی ہیں، اس جذبے کو لئے ہوئے نظر آتی ہیں کہ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ (آل عمران: 36)۔ اے میرے رب! جو کچھ میرے پیٹ میں ہے، تیری نذر کرتی ہوں۔ آزاد کرتے ہوئے (یعنی دنیا کے جھمیلوں سے آزاد کرتے ہوئے) پس تُو اسے قبول فرما۔ آج آپ نظر دوڑا کر دیکھ لیں، سوائے جماعت احمدیہ کی ماؤں کے کوئی اس جذبے سے بچے کی پیدائش سے پہلے اپنے بچوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے پیش کرنے کی دعا نہیں کرتے۔ کوئی ماں آج احمدی ماں کے علاوہ ہمیں نہیں ملے گی جو یہ جذبہ رکھتی ہو، چاہے وہ ماں پاکستان کی رہنے والی ہے، یا ہندوستان کی ہے، یا ایشیا کے کسی ملک کی رہنے والی ہے یا افریقہ کی ہے، یورپ کی رہنے والی ہے یا امریکہ کی ہے۔ آسٹریلیا کی رہنے والی ہے یا جزائر کی ہے۔ جو اس ایک اہم مقصد کے لئے اپنے بچوں کو خلیفۂ وقت کو پیش کر کے پھر خدا تعالیٰ سے یہ دعا نہ کر رہی ہو کہ اے اللہ تعالیٰ! ہمارا یہ وقف قبول فرما لے۔ یہ دعا کرنے والی تمام دنیا میں صرف اور صرف احمدی عورت نظر آتی ہے۔ اُن کو یہ فکر ہوتی ہے کہ خلیفۂ وقت کہیں ہماری درخواست کا انکار نہ کر دے اور یہ صورت کہیں اور پیدا ہو بھی نہیں سکتی۔ یہ جذبہ کہیں اور پیدا ہو بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ خلافت کے سائے تلے رہنے والی یہی ایک جماعت ہے جس کو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ذریعہ سے قائم فرمایا ہے اور پھر اس پر بس نہیں، جماعت احمدیہ میں ہی وہ باپ بھی ہیں جو اپنے بچوں کی اس نہج پر تربیت کرتے ہیں کہ بچہ جوانی میں قدم رکھ کر ہر قربانی کے لئے تیار ہوتا ہے اور خلیفۂ وقت کو لکھتا ہے کہ پہلا عہد میرے ماں باپ کا تھا، دوسرا عہد اب میرا ہے۔ آپ جہاں چاہیں مجھے قربانی کے لئے بھیج دیں۔ آپ مجھے ہمیشہ صبر کرنے والوں اور استقامت دکھانے والوں میں پائیں گے اور اپنے ماں باپ کے عہد سے پیچھے نہ ہٹنے والوں میں پائیں گے۔ یہ وہ بچے ہیں جو اُمّتِ محمدیہ کے باوفا فرد کہلانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں ہونے کا حق ادا کرنے والے ہیں۔

ماں باپ کی تربیت اور بچے کی نیک فطرت نے اُنہیں حقوق اللہ کی ادائیگی کے بھی رموز سکھائے ہیں اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بھی معیار سکھائے ہیں۔ جنہیں دین کا فہم حاصل کرنے کا بھی شوق پیدا ہوا ہے اور اُسے اپنی زندگی پر لاگو کرنے کی طرف توجہ بھی پیدا ہوئی ہے اور پھر اس کے ساتھ تبلیغِ اسلام اور خدمتِ انسانیت کے لئے ایک جوش اور جذبہ بھی پیدا ہوا۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ زندہ قومیں اور ترقی کرنے والی جماعتیں ان احساسات، ان خیالات، ان جذبوں اور ان عہد پورا کرنے کی پابندیوں کو کبھی مرنے نہیں دیتیں۔ ان جذبوں کو تر و تازہ رکھنے کے لئے ہمیشہ ان باتوں کی جگالی کرتی رہتی ہیں۔ اگر کہیں سستیاں پیدا ہو رہی ہوں تو اُن کو دور کرنے کے لئے لائحہ عمل بھی ترتیب دیتی ہیں۔ اور خلافت کے منصب کا تو کام ہی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم ''ذَکِّرْ'' پر عمل کرتے ہوئے وقتاً فوقتاً یاددہانی کرواتا رہے تا کہ جماعت کی ترقی کی رفتار میں کبھی کمی نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ایک کے بعد دوسرا گروہ تیار ہوتا چلا جائے۔ جس طرح مسلسل چلنے والی نہریں، زمین کی ہریالی کا باعث بنتی ہیں اسی طرح ایک کے بعد دوسرا دین کی خدمت کرنے والا گروہ روحانی ہریالی کا باعث بنتا ہے۔ جن علاقوں میں کھیتوں میں ٹیوب ویلوں یا نہروں کے ذریعوں سے کاشت کی جاتی ہے وہاں کے زمیندار جانتے ہیں کہ اگر ایک کھیت پر پانی مکمل لگنے سے پہلے پانی کا بہاؤ ٹوٹ جائے، پیچھے سے بند ہو جائے تو پھر نئے سرے سے پورے کھیت کو پانی لگانا پڑتا ہے اور پھر وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور پانی بھی۔ اسی طرح اگر اصلاح اور ارشاد کے کام کے لئے مسلسل کوشش نہ ہو، یا کوشش کرنے والے مہیا نہ ہوں تو پھر ٹوٹ ٹوٹ کر جو پانی پہنچتا ہے، جو پیغام پہنچتا ہے، جو کوشش ہوتی ہے وہ سیرابی میں دیر کر دیتی ہے۔ تربیتی اور تبلیغی کاموں میں روکیں پیدا ہوتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر قوم میں سے ایسے گروہ ہر وقت تیار رہنے چاہئیں جو خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے بہاؤ کو کبھی ٹوٹنے نہ دیں۔ پس اس لئے مَیں آج پھر اس بات کی یاددہانی کروا رہا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے وقفِ نَو کی جو سکیم شروع فرمائی تھی تو اس امید پر اور اس دعا کے ساتھ کہ دین کی خدمت کرنے والوں کا گروہ ہر وقت مہیا ہوتا رہے گا۔ یہ پانی کا بہاؤ کبھی ٹوٹے گا نہیں۔ جماعت کے لٹریچر کا ترجمہ کرنے والے بھی جماعت کو مہیا ہوتے رہیں گے، تبلیغ اور تربیت کا کام چلانے والے بھی بڑی تعداد میں مہیا ہوتے رہیں گے اور نظامِ جماعت کے چلانے کے دوسرے شعبوں کو بھی واقفین کے گروہ مہیا ہوتے رہیں گے۔

پس اس بات کو ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ ماں باپ کو اپنے بچوں کو پیش کرنے کے بعد اپنے فرض سے فارغ نہیں ہو جانا چاہئے۔ بیشک بچوں کو واقفینِ نَو میں پیش کرنے کا جذبہ قابلِ تعریف ہے۔ ہر سال ہزاروں بچوں کو واقفین نَو میں پیش کرنے کی درخواستیں آتی ہیں لیکن ان درخواستوں کے پیش کرنے کے بعد ماں اور باپ دونوں کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ ان بچوں کو اس خاص مقصد کے لئے تیار کرنا جو دنیا کو ہلاکت سے بچانے کا مقصد ہے، اس کی تیاری کے لئے سب سے پہلے ماں باپ کو کوشش کرنی ہوگی۔ اپنا وقت دے کر، اپنے نمونے قائم کر کے بچوں کو سب سے پہلے خدا تعالیٰ سے جوڑنا ہوگا۔ بچوں کو نظامِ جماعت کی اہمیت اور اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہونے کے لئے بچپن سے ہی ایسی تربیت کرنی ہوگی کہ اُن کی کوئی اَور دوسری سوچ ہی نہ ہو۔ ہوش کی عمر میں آ کر جب بچے واقفینِ نَو اور جماعتی پروگراموں میں حصہ لیں تو اُن کے دماغوں میں یہ راسخ ہو کہ انہوں نے صرف اور صرف دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے۔ زیادہ سے زیادہ بچوں کے دماغ میں ڈالیں کہ تمہاری زندگی کا مقصد دین کی تعلیم حاصل کرنا ہے۔ یہ جو واقفینِ نَو بچے ہیں ان کے دماغوں میں یہ ڈالنے کی ضرورت ہے کہ دین کی تعلیم کے لئے جو جماعتی دینی ادارے ہیں اُس میں جانا ضروری ہے۔ جامعہ احمدیہ میں جانے والوں کی تعداد واقفینِ نَو میں کافی

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

زیادہ ہونی چاہئے۔ لیکن جو اعداد و شمار میرے سامنے ہیں، اُن کے مطابق سوائے پاکستان کے تمام ملکوں میں یہ تعداد بہت تھوڑی ہے۔ پاکستان میں تو اللہ کے فضل سے اس وقت ایک ہزار تینتیس واقفینِ نَو جامعہ احمدیہ میں پڑھ رہے ہیں۔ اور انڈیا میں جو تعداد سامنے آئی ہے وہ 93 ہے۔ یہ میرا خیال ہے کہ شاید اس میں شعبہ وقفِ نَو کو غلطی لگی ہو۔ اس سے تو زیادہ ہونے چاہئیں۔ بہرحال اگر اس میں غلطی ہے تو انڈیا کا جو شعبہ ہے وہ اطلاع دے کہ اس وقت جامعہ احمدیہ میں اُن کے واقفینِ نَو میں سے کتنے طلباء پڑھ رہے ہیں۔ جرمنی میں 70 ہیں۔ یہ رپورٹ پچھلے جون تک ہے۔ اب وہاں 80 سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ یہ صرف جرمنی کے نہیں، اس میں یورپ کے مختلف ممالک کے بچے بھی شامل ہیں۔ کینیڈا کے جامعہ احمدیہ میں 55 ہیں۔ اب اس میں کچھ تھوڑی سی تعداد شاید بڑھ گئی ہو۔ اس میں امریکہ کے بھی شامل ہیں۔ یوکے کے جامعہ میں گزشتہ رپورٹ میں 120 تھے۔ شاید اس میں دس پندرہ کی کچھ تعداد بڑھ گئی ہو۔ یہاں بھی یورپ کے دوسرے ممالک سے بچے آتے ہیں۔ گھانا میں 12 ہے، یہ شاید وہاں جو نیا جامعہ شاہد کروانے کے لئے شروع ہوا ہے، اُس کی تعداد انہوں نے دی ہے۔ اسی طرح بنگلہ دیش میں 23 ہیں۔ اور یہ کُل تعداد جو اب تک دفتر کے شعبہ کے علم میں ہے، وہ 1400 ہے۔ جبکہ واقفینِ نَو لڑکوں کی تعداد تقریباً اٹھائیس ہزار کے قریب پہنچ چکی ہے۔ ہمارے سامنے تو تمام دنیا کا میدان ہے۔ ایشیا، افریقہ، یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، جزائر، ہر جگہ ہم نے پہنچنا ہے۔ ہر جگہ ہر براعظم میں نہیں، ہر ملک میں نہیں، ہر شہر میں نہیں بلکہ ہر قصبہ میں، ہر گاؤں میں، دنیا کے ہر فرد تک اسلام کے خوبصورت پیغام کو پہنچانا ہے۔ اس کے لئے چند ایک مبلغین کام کو انجام نہیں دے سکتے۔

بچوں میں وقفِ نَو ہونے کی جو خوشی ہوتی ہے بچپن میں تو اُس کا اظہار بہت ہو رہا ہوتا ہے۔ لیکن اس یورپی معاشرے میں ماں باپ کی صحیح توجہ نہ ہونے کی وجہ سے، دنیاوی تعلیم سے متاثر ہو جانے کی وجہ سے یا اپنے دوستوں کی مجلسوں میں بیٹھنے کی وجہ سے جامعہ کے بجائے دوسرے مضامین پڑھنے کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ بعض بچپن میں تو کہتے ہیں جامعہ میں جانا ہے۔ لیکن جی سی ایس سی (GCSC) پاس کرتے ہیں، سیکنڈری سکولز پاس کرتے ہیں تو پھر ترجیحات بدل جاتی ہیں۔ بعض بچے بیشک ایسے ہوتے ہیں جو خاص ذہن رکھتے ہیں۔ اُن کے رجحانات کا بچپن سے ہی پتہ چل جاتا ہے۔ اُن کو بعض مضامین میں غیر معمولی دلچسپی ہوتی ہے۔ مثلاً سائنس کے بعض مضامین ہیں اور اس میں ان کا دماغ بھی خوب چلتا ہے۔ اُن کو یقیناً اُس مضمون کو لینے اور ان مضامین کو پڑھنے کی طرف encourage کرنا چاہئے۔ لیکن اکثریت صرف بھیڑ چال کی وجہ سے سیکنڈری سکولز کرنے کے بعد اپنے مضامین کا انتخاب کرتے ہیں۔ اکثر بچے جب مجھے ملتے ہیں، مَیں اُن سے پوچھتا ہوں تو دسویں، (یہاں یہ Year ten کہلاتا ہے۔ امریکہ، کینیڈا وغیرہ میں، آسٹریلیا وغیرہ میں گریڈ کہلاتا ہے) اور جی سی ایس سی (GCSC) تک اُن کے ذہن میں کچھ نہیں ہوتا۔ ذہن بنا نہیں ہوتا کہ ہم نے کونسے مضامین لینے ہیں۔ پس اگر ماں باپ کی تربیت شروع میں ایسی ہو کہ بچے کے ذہن میں بیٹھ جائے کہ مَیں وقفِ نَو ہوں اور جو کچھ میرا ہے وہ جماعت کا ہے تو پھر صحیح وقف کی روح کے ساتھ یہ بچے کام کر سکیں گے۔ اور مضامین کے چناؤ کے لئے بھی اُن میں مرکز سے، جماعت سے رہنمائی لینے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اس وقت صرف جماعت احمدیہ میں ایسے ماں باپ ہیں جو ایک جذبے سے اپنے بچے وقف کرتے ہیں اور پھر ان کی تربیت بھی ایک جذبے اور درد سے کرتے ہیں کہ بچے جماعت کی خدمت کرنے والے اور وقف کی روح کو قائم کرنے والے ہوں۔ لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اکثریت جو اپنے بچوں کو وقف نَو میں بھیجتی ہے، وہ پھر اُن کی تربیت کی طرف بھی اس طرح خاص توجہ دیتی ہے۔

پس ماں باپ کو، اُن ماں باپ کو جو اپنے بچوں کو وقفِ نَو میں بھیجتے ہیں، یہ جائزے لینے ہوں گے کہ وہ اس تحفے کو جماعت کو دینے میں اپنا حق کس حد تک ادا کر رہے ہیں؟ کس حد تک اس تحفے کو سجانے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کس حد تک خوبصورت بنا کر جماعت کو پیش کرنے کی طرف توجہ دے رہے ہیں؟ وہ اپنے فرائض کس حد تک پورے کر رہے ہیں؟ ان ملکوں میں رہتے ہوئے، جہاں ہر طرح کی آزادی ہے خاص طور پر بہت توجہ اور نگرانی کی ضرورت ہے۔

اسی طرح ایشیا اور افریقہ کے غریب ملکوں میں بھی بچے کو وقف کر کے بے پرواہ نہ ہو جائیں بلکہ ماں اور باپ دونوں کا فرض ہے کہ خاص کوشش کریں۔ واقفینِ نَو بچوں کو بھی مَیں کہتا ہوں جو بارہ تیرہ سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ وہ اپنے بارے میں سوچنا شروع کر دیں، اپنی اہمیت پر غور کریں۔ صرف اس بات پر خوش نہ ہو جائیں کہ آپ وقفِ نَو ہیں۔ اہمیت کا پتہ تب لگے گا جب اپنے مقصد کا پتہ لگے گا کہ کیا آپ نے حاصل کرنا ہے۔ اُس کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ اور پندرہ سال کی عمر والے لڑکوں اور لڑکیوں کو تو اپنی اہمیت اور اپنی ذمہ داریوں کا بہت زیادہ احساس ہو جانا چاہئے۔ ان آیات میں صرف ماں باپ یا نظامِ جماعت کی خواہش یا ایک گروہ یا چند لوگوں کی خواہش اور ذمہ داری کا بیان نہیں ہوا بلکہ بچوں کو بھی توجہ دلائی گئی ہے۔

پہلی بات جو ہر وقفِ نَو بچے میں پیدا ہونی چاہئے، وہ اس توجہ کی روشنی میں یہ بیان کر رہا ہوں۔ اور وہ ان آیات میں آئی ہے کہ اُس کی ماں نے اُس کی پیدائش سے پہلے ایک بہت بڑے مقصد کے لئے اُسے پیش کرنے کی خواہش دل میں پیدا کی۔ پھر اس خواہش کے پورا ہونے کی بڑی عاجزی سے دعا بھی کی۔ پس بچے کو اپنے ماں باپ کی، کیونکہ اس خواہش اور دعا میں بعد میں باپ بھی شامل ہو جاتا ہے، اُن کی خواہش اور دعا کا احترام کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نذر ہونے کا حق دار بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب اپنے دل و دماغ کو اپنے قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق بنانے کی طرف توجہ ہو۔

دوسری بات یہ کہ ماں باپ کا آپ پر یہ بڑا احسان ہے اور یہ احسان کرنے کی وجہ سے اُن کے لئے یہ دعا ہو کہ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔ آپ کی تربیت کے لئے اُن کی طرف سے اُٹھنے والے ہر قدم کی آپ کے دل میں اہمیت ہو۔ اور یہ احساس ہو کہ میرے ماں باپ اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے جو کوشش کر رہے ہیں مَیں نے بھی اُس کا حصہ بننا ہے، اُن کی تربیت کو خوشدلی سے قبول کرنا ہے۔ اور اپنے ماں باپ کے عہد پر کبھی آنچ نہیں آنے دینی۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کا سب سے زیادہ حق ایک واقفِ نَو کا ہے۔ اور واقفِ نَو کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ یہ عہد سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر مَیں نے پورا کرنا ہے۔

تیسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہر قربانی کے لئے صبر اور استقامت دکھانے کا عہد کرنا ہے۔ جیسے بھی کڑے حالات ہوں، سخت حالات ہوں، میں نے اپنے وقف کے عہد کو ہر صورت میں نبھانا ہے، کوئی دنیاوی لالچ کبھی میرے عہدِ وقف میں لغزش پیدا کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ اب تو اللہ تعالیٰ کا جماعت پر بہت فضل اور احسان ہے۔ خلافتِ ثانیہ کے دور میں تو بعض موقعوں پر، بعض سالوں میں قادیان میں ایسے حالات بھی آئے، اتنی مالی تنگی تھی کہ جماعتی کارکنان کو کئی کئی مہینے اُن کا جو بنیادی گزارہ الاؤنس مقرر تھا، وہ بھی پورا نہیں دیا جا سکتا تھا۔ اسی طرح شروع میں ہجرت کے بعد ربوہ میں بھی ایسے حالات رہے ہیں لیکن ان سب حالات کے باوجود کبھی اُس زمانے کے واقفینِ زندگی نے شکوہ زبان پر لاتے ہوئے اپنے کام کا حرج نہیں ہونے دیا۔ بلکہ یہ تو دُور کی باتیں ہیں۔ ستّر اور اسّی کی دہائی میں افریقہ کے بعض ممالک میں بھی ایسے حالات رہے جو مشکل سے وہاں گزارہ ہوتا تھا۔ جو الاؤنس جماعت کی طرف سے ملتا تھا، وہ زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس دن میں ختم ہو جاتا تھا۔ مقامی واقفین تو جتنا الاؤنس اُن کو ملتا تھا اس میں شاید دن میں ایک وقت کھانا کھا سکتے ہوں۔ لیکن انہوں نے اپنے عہدِ وقف کو ہمیشہ نبھایا اور تبلیغ کے کام میں کبھی حرج نہیں آنے دیا۔

چوتھی بات یہ کہ اپنے آپ کو اُن لوگوں میں شامل کرنے کے احساس کو ابھارنا اور اس کے لئے کوشش کرنا جو نیکیوں کے پھیلانے والے اور برائیوں سے روکنے والے ہیں۔ اپنے اخلاق کے اعلیٰ نمونے قائم کرنا، جب ایسے اخلاق کے اعلیٰ نمونے قائم ہوں گے، نیکیاں سرزد ہو رہی ہوں گی، برائیوں سے اپنے آپ کو بچا رہے ہوں گے تو ایسے نمونے کی طرف لوگوں کی توجہ خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ لوگوں کی آپ پر نظر پڑے گی تو پھر مزید اس کا موقع بھی ملے گا۔ پس یہ احساس اپنے اندر پیدا کرنا بہت ضروری ہے اور کوشش بھی ساتھ ہو۔

پانچویں بات یہ کہ نیکیوں اور برائیوں کی پہچان کے لئے قرآن اور حدیث کا فہم و ادراک حاصل کرنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور ارشادات کو پڑھنا۔ اپنے دینی علم کو بڑھانے کے لئے ہر وقت کوشش کرنا۔ بیشک ایک بچہ جو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرتا ہے وہاں اُسے دینی علم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ لیکن وہاں سے پاس کرنے کے بعد یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اب

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

میرے علم کی انتہا ہوگئی۔ بلکہ علم کو ہمیشہ بڑھاتے رہنے کی کوشش کرنی چاہئے، ایک دفعہ کا جو تفقّہ فی الدین ہے اُس وقت فائدہ رساں رہتا ہے جب تک اُس میں ساتھ ساتھ تازہ علم شامل ہوتا رہے۔ تازہ پانی اُس میں ملتا رہے۔ اسی طرح جو جامعہ میں نہیں پڑھ رہے، اُن کو بھی مسلسل پڑھنے کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ جو واقفینِ نَو دنیاوی تعلیم حاصل کر رہے ہوں اُن کو دینی تعلیم کی ضرورت نہیں ہے۔ جتنا لٹریچر میسر ہے، اُن کو پڑھنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ قرآنِ کریم کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو جو کتب اُن کی زبانوں میں ہیں اُن کو پڑھنے کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔

چھٹی بات جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور جس کی طرف ایک واقفِ نَو کو توجہ دینی چاہئے وہ عملی طور پر تبلیغ کے میدان میں کودنا ہے۔ اب بعض واقفاتِ نَو کو یہ شکوہ ہوتا ہے کہ ہمارے لئے جامعہ نہیں ہے۔ یعنی ہم دینی علم حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر اپنے طور پر، جس طرح مَیں نے پہلے بتایا، پڑھیں تو اپنے حلقے میں جو بھی اُن کا دائرہ ہے اُس میں تبلیغ کی طرف توجہ پیدا ہوگی، موقع ملے گا۔ اُس کے لئے جب تبلیغ کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور موقعے ملیں گے تو پھر مزید تیاری کی طرف توجہ ہوگی اور اس طرح دینی علم بڑھانے کی طرف خود بخود توجہ پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

پس تبلیغ کا میدان ہر ایک کے لئے کھلا ہے اور اس میں ہر وقفِ نَو کو کودنے کی ضرورت ہے اور بڑھ چڑھ کر ہر وقفِ نَو کو حصہ لینا چاہئے اور یہ سوچ کر حصہ لینا چاہئے کہ میں نے اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے نہیں آجاتی اور یہ احساس اور جوش ہی ہے جو دینی علم بڑھانے کی طرف بھی متوجہ رکھے گا اور تبلیغ کی طرف بھی توجہ رہے گی۔

ساتویں بات ہر واقفِ زندگی کو، واقفِ نَو کو خاص طور پر ذہن میں رکھنی چاہئے کہ وہ اُس گروہ میں شامل ہے جنہوں نے دنیا کو ہلاکت سے بچانا ہے۔ اگر آپ کے پاس علم ہے اور آپ کو موقع بھی مل رہا ہے لیکن اگر دنیا کو ہلاکت سے بچانے کا سچا جذبہ نہیں ہے، انسانیت کو تباہی سے بچانے کا درد دل میں نہیں ہے تو ایک تڑپ کے ساتھ جو کوشش ہوسکتی ہے، وہ نہیں ہوگی اور برکت بھی ہوسکتا ہے اُس میں اُس طرح نہ پڑے۔ پس اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے لئے ہر دردمند دل کو اپنی کوششوں کے ساتھ دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اور یہ درد سے نکلی ہوئی دعائیں ہیں جو ہمیں اپنے مقصد میں انشاء اللہ کامیاب کریں گی۔ اس لئے ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری دعاؤں کا دائرہ صرف اپنے تک محدود نہ ہو، بلکہ اس کے دھارے ہمیں ہر طرف بہتے ہوئے دکھائی دیں تاکہ کوئی انسان بھی اُس فیض سے محروم نہ رہے جو خدا تعالیٰ نے آج ہمیں عطا فرمایا ہے۔ ویسے بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے مقاصد کا حصول بغیر دعاؤں کے، ایسی دعاؤں جو سچے جذبے اور ہمدردی سے پُر ہوں کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

پس یہ باتیں اور یہ سوچ ہے جو ایک حقیقی واقفِ نَو اور وقفِ زندگی کی ہونی چاہئے۔ اس کے بغیر کامیابی کی امید خوش فہمی ہے۔ ان باتوں کے بغیر صرف واقفِ نَو اور واقفِ زندگی کا ٹائٹل ہے جو ایسے واقفینِ نَو نے اپنے ساتھ لگایا ہوا ہے۔ اس سے زیادہ اس کی کچھ حیثیت نہیں۔ اور صرف ٹائٹل لینا تو ہمارا مقصد نہیں، نہ اُن ماں باپ کا مقصد تھا جنہوں نے اپنے بچوں کو اس قربانی کے لئے پیش کیا۔ پس جیسا کہ مَیں بیان کر آیا ہوں ماں باپ کے لئے بھی اور واقفینِ نَو کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ اپنی ذمہ داری نبھائیں۔ مَیں دوبارہ اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دنیا میں دین کے پھیلانے کے لئے دینی علم کی ضرورت ہے اور یہ علم سب سے زیادہ ایسے ادارہ سے ہی مل سکتا ہے جس کا مقصد ہی دینی علم سکھانا ہو۔ اور یہ ادارہ جماعت احمدیہ میں جامعہ احمدیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ جامعات صرف پاکستان یا قادیان میں نہیں ہیں، یہیں تک محدود نہیں بلکہ یوکے میں بھی ہے۔ جو مَیں نے کوائف پیش کئے ہیں اُن سے پتہ لگتا ہے کہ جرمنی میں بھی ہے، انڈونیشیا میں بھی ہے، کینیڈا میں بھی ہے، اور گھانا میں بھی ہے جیسا کہ مَیں نے کہا وہاں شاہد کروانے کے لئے نیا جامعہ کھلا ہے۔ پہلے وہاں جامعہ تو تھا لیکن تین سالہ کورس میں صرف معلمین تیار ہوتے تھے۔ تو یہ جامعہ احمدیہ جو گھانا میں کھلا ہے، یہ فی الحال تمام افریقہ کے جماعت کے لئے شاہد مبلغ تیار کرے گا۔ اسی طرح بنگلہ دیش میں بھی جامعہ احمدیہ ہے۔ تبلیغ کا کام بہت وسیع کام ہے۔ اور یہ باقاعدہ تربیت یافتہ مبلغین سے ہی زیادہ بہتر طور پر ہوسکتا ہے۔ اس لئے واقفینِ نَو کو زیادہ سے زیادہ یا واقفینِ نَو کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو جامعہ احمدیہ میں آنا چاہئے۔ جبکہ جو اعداد و شمار مَیں نے بتائے ہیں، اس سے تو ہم ہر ملک کے ہر علاقے میں جیسا کہ میں نے کہا مستقبل قریب کیا بلکہ دور میں بھی ہر جگہ مبلغ نہیں بٹھا سکتے۔ اور جب تک کل وقتی معلمین اور مبلغین نہیں ہوں گے انقلابی تبدیلی اور انقلابی تبلیغی پروگرام بہت مشکل ہے۔

اس وقت دنیا بھر سے شعبہ کے پاس جو رپورٹ آئی ہے یہ شاید ان کے پاس جولائی 2012ء تک کی رپورٹ ہے۔ اس کے مطابق پندرہ سال کے اوپر کے واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو کی تعداد پچیس ہزار ہے جس میں سے لڑکے 16,988 ہیں اور ان میں پاکستان کے واقفینِ نَو 10,687 ہیں۔ پاکستان کے بعد جرمنی میں سب سے زیادہ واقفینِ نَو ہیں۔ 1877 لڑکے اور 1155 لڑکیاں۔ پھر انگلستان ہے۔ 918 لڑکے اور ان کی کُل تعداد 1758 ہے۔ باقی 800 کچھ لڑکیاں ہیں۔ لیکن جامعہ احمدیہ میں آنے والوں کی تعداد جرمنی میں بھی اور یوکے میں بھی بہت کم ہے۔ ان دونوں جامعات میں یورپ کے دوسرے ملکوں سے بھی طالب علم آتے ہیں، اس طرح تو یہ تعداد اور بھی کم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح امریکہ اور کینیڈا کے جامعات میں تعداد کم ہے۔

جماعتیں مبلغین اور مربیان کا مطالبہ کرتی ہیں تو پھر واقفینِ نَو کو جامعہ میں پڑھنے کے لئے تیار بھی کریں۔ کینیڈا اور امریکہ میں اس وقت پندرہ سال سے اوپر تقریباً آٹھ سو واقفینِ نَو ہیں۔ اگر ان کو تیار کیا جائے تو اگلے دو سال میں جامعات میں داخل ہونے والوں کی تعداد خاصی بڑھائی جاسکتی ہے۔ صرف مربی مبلغ کے لئے نہیں بلکہ جامعہ میں پڑھ کے، دینی علم حاصل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مختلف زبانوں میں تراجم کے لئے بھی تیار کئے جاسکتے ہیں۔ ان کو جامعہ میں پڑھانے کے بعد مختلف زبانوں میں سپیشلائز بھی کرایا جاسکتا ہے۔ پھر جو جامعہ میں نہیں آ رہے، وہ بھی زبانیں سیکھنے کی طرف توجہ کریں اور زبانیں سیکھنے والے کم از کم جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بھی فرمایا تھا اور یہ ضروری ہے کہ تین زبانیں اُن کو آنی چاہئیں۔ ایک تو اُن کی اپنی زبان ہو، دوسرے اردو ہو، تیسرے عربی ہو۔ عربی تو سیکھنی ہی ہے، قرآنِ کریم کی تفسیروں اور بہت سارے میسر لٹریچر کو سمجھنے کے لئے۔ اور پھر قرآن کریم کا ترجمہ کرتے ہوئے جب تک عربی نہ آتی ہو صحیح ترجمہ بھی نہیں ہوسکتا۔ اور اردو پڑھنا سیکھنا اس لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے ہی اس وقت دین کا صحیح فہم حاصل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ آپ کی تفسیریں، آپ کی کتب، آپ کی تحریرات ہی ایک سرمایہ ہیں اور ایک خزانہ ہیں جو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرسکتی ہیں، جو صحیح اسلامی تعلیم دنیا کو بتاسکتی ہیں، جو حقیقی قرآنِ کریم کی تفسیر دنیا کو بتاسکتی ہیں۔

پس اردو زبان سیکھے بغیر بھی صحیح طرح زبانوں میں مہارت حاصل نہیں ہوسکتی۔ ایک وقت تھا کہ جماعت میں ترجمے کے لئے بہت دِقّت تھی، دِقّت تو اب بھی ہے لیکن یہ دِقّت اب کچھ حد تک مختلف ممالک کے جامعات کے جو لڑکے ہیں اُن سے کم ہو رہی ہے یا اس طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ جامعہ احمدیہ کے مقالوں میں اردو سے ترجمے بھی کروائے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بعض کتب، کے ترجمے کئے ہیں اور جو بھی طلباء کے سپروائزر تھے، اُن کے مطابق اچھے ہوئے ہیں۔ لیکن بہرحال اگر معیار بہت اعلیٰ نہیں بھی تو مزید پالش کیا جاسکتا ہے۔ بہرحال ایک کوشش شروع ہوچکی ہے۔ لیکن یہ تو چند ایک طلباء ہیں جن کو دو چار کتابیں دے دی جاتی ہیں، ہمیں زیادہ سے زیادہ زبانوں کے ماہرین چاہئیں۔ اس طرف واقفینِ نَو کو بہت توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر جامعہ کے طلباء کے علاوہ کوئی کسی زبان میں مہارت حاصل کرتا ہے تو اُسے جیسا کہ مَیں نے کہا عربی اور اردو سیکھنے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ اس کے بغیر وہ مقصد پورا نہیں ہوسکتا جس کے لئے زبان کی طرف توجہ ہے۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
قانونی مشاورت برائے اسائلم
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

جامعہ احمدیہ پر یہاں یا جرمنی میں یا بعض جگہ بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ یہاں پڑھائی اچھی نہیں ہے۔ یہ بالکل بودے اعتراض ہیں۔ اُن کے خیال میں اُن کا جو اعتراض ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جامعہ سے فارغ ہوتا ہے تو اُس کو عربی بولنی نہیں آتی یا بول چال اتنی اچھی نہیں ہے۔ جہاں تک زبان کی مہارت کا سوال ہے، جامعہ احمدیہ میں کیونکہ مختلف مضامین پڑھائے جاتے ہیں، صرف ایک زبان کی طرف ہی تو توجہ نہیں دی جاتی۔ باقی یونیورسٹیوں میں یا دوسرے مدرسوں میں اگر پڑھایا جاتا ہے تو ایک مضمون پڑھا کر اُس پر توجہ دی جاتی ہے۔ لیکن یہاں تو مختلف مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ ہاں جب یہ دیکھا جائے کہ کسی کا کسی زبان کی طرف رجحان ہے یا زبانوں کے سیکھنے کی طرف رجحان ہے تو اُن کو زبانوں میں پھر سپیشلا ئز بھی انشاء اللہ کروایا جائے گا اور پھر بولنے کا جو شکوہ ہے وہ بھی دُور ہو جائے گا۔ لیکن بہرحال جہاں تک پڑھائی کا سوال ہے، جو علم دیا جا رہا ہے، وہ بہت وسیع علم ہے جو جامعہ کے طلباء اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل کر رہے ہیں۔ پاکستان میں تو کیونکہ پرانے جامعات ہو گئے ہیں، وہاں تخصص بھی کروایا جاتا ہے، سپیشلا ئز بھی کروایا جاتا ہے۔ تو یہ تو بعض لوگوں کے، خاص طور پر جرمنی سے مجھے اطلاع ملی تھی، جامعہ میں بچوں کو نہ بھیجنے کے بہانے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے اور کینیڈا کے جو طلباء جامعہ سے فارغ ہوئے ہیں ان کا تبلیغی میدان میں اب تک جو تھوڑا تجربہ ہوا ہے وہ اللہ کے فضل سے بڑے مؤثر رہے ہیں۔ اور یہ علم تو جیسا کہ مَیں نے کہا ساتھ ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ بڑھتا چلا جائے گا۔ پس جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں اور بعض طلباء کو جامعہ آنے یا داخلہ لینے سے بددل کرتے ہیں، یہ لوگ صرف فتنہ ہیں یا اُن میں نفاق کا رنگ ہے۔ اس لئے اُن کو بھی استغفار کرنی چاہئے۔ جو شعبہ وقفِ نَو ہے، اُنہوں نے بعض انتظامی باتوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جو مَیں دہرا دیتا ہوں۔ شاید پہلے بھی بعض کا ذکر ہو چکا ہو۔

وقفِ نَو میں ماں باپ بچوں کی بلوغت کو پہنچ کر یا پہلے ہی اس طرح تربیت نہیں کرتے، جیسا کہ مَیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ بچوں نے اپنے آپ کو باقاعدہ جماعت کی خدمت میں پیش کرنا ہے۔ ایسی تربیت سے بچوں کو یہ پتہ ہونا چاہئے۔ تعلیم کے ہر مرحلے پر اُن کو توجہ دلائیں۔ اور پھر وقفِ نَو کا جو شعبہ ہے اُس سے رہنمائی بھی حاصل کریں۔ اپنی تعلیم کے بارے میں بچوں کو پوچھنا چاہئے کہ اب ہم اس سٹیج پر پہنچ گئے ہیں کیا کریں؟ اور اگر اُس نے اپنی مرضی کرنی ہے یا ایسے شعبوں میں جانا ہے جس کی فی الحال جماعت کو ضرورت نہیں ہے تو پھر وقف سے فراغت لے لیں۔

لڑکیاں جو واقفاتِ نَو ہیں، جو پاکستانی اوریجن (origin) کی ہیں، پاکستان سے آئی ہوئی ہیں، جن کو اردو بولنی آتی ہے، وہ اردو پڑھنی بھی سیکھیں۔ اور جو یہاں باہر کے ملکوں میں رہ رہی ہیں وہ مقامی زبان بھی سیکھیں۔ جہاں انگلش ہے، جرمن ہے یا ایسے علاقوں میں ہیں جہاں انگلش سرکاری زبان ہے اور مقامی لوکل زبانیں اَور ہیں وہ بھی سیکھیں، عربی سیکھیں، پھر اپنے آپ کو تراجم کے لئے پیش کریں۔ مَیں نے دیکھا ہے عورتوں میں، لڑکیوں میں زبانوں کا ملکہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو پیش کر سکتی ہیں۔ پھر ڈاکٹر ہیں، ٹیچر ہیں، یہ بھی لڑکیاں اپنے آپ کو ٹیچر اور ڈاکٹر بن کے بھی پیش کر سکتی ہیں، اسی طرح لڑکے بھی۔ تو اس طرف بھی توجہ ہونی چاہئے اور شعبہ کو ہر مرحلے پر پتہ ہونا چاہئے۔ مقامی جماعتی نظام کو لڑکوں اور لڑکیوں کی رہنمائی اور تربیت کے لئے سال میں کم از کم دو مرتبہ اُن کے فورم منعقد کرنے چاہئیں جس میں کام اور تعلیم کی رہنمائی ہو۔

ان کے شعبہ کو ایک شکوہ یہ ہے کہ بعض والدین وقف کرنے کے بعد، حوالہ نمبر ملنے کے بعد مقامی جماعت اور مرکز دونوں سے تقریباً لاتعلق ہو جاتے ہیں یا ویسے رابطہ نہیں رکھتے جیسا کہ رکھنا چاہئے۔ اور پھر ایک سٹیج پر پہنچ کے جب شعبہ یہ کہتا ہے کہ رابطہ نہیں ہے آٹھ دس سال گزر گئے ہیں ان کو نکال دیا جائے، تو اُس وقت پھر شکوے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے حوالہ نمبر ملنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اب رابطہ ختم کر لیا اور وقفِ نَو ہو گیا۔ مسلسل رابطہ دفتر سے اور اپنے نیشنل سیکرٹری شعبہ سے بھی اور مرکز سے بھی قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو کا نصاب مقرر ہے جو پہلے تو صرف بنیادی تھا، اب اکیس سال تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کا یہ نصاب مقرر ہو چکا ہے۔ اس کو پڑھنا بھی چاہئے اور اگر امتحان وغیرہ ہوتے ہیں تو اس میں بھرپور شمولیت اختیار کرنی چاہئے۔ اور اس سے اوپر جو لڑکے لڑکیاں ہیں، اُن کو قرآنِ کریم کی تفسیر جن کو اردو آتی ہے وہ اردو میں، اور جن کو انگلش آتی ہے وہ انگلش میں five volume commentary جو ہے وہ پڑھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب جو مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں، جو جو زبان آتی ہے اُس میں پڑھیں۔ خطبات اور خطابات ہیں وہ باقاعدہ سنیں۔ اپنا علم بڑھاتے چلے جائیں۔ یہ بھی اُن کے لئے ضروری ہے اور پھر اس کی رپورٹ بھی بھیجا کریں۔

جو سیکرٹریانِ وقفِ نَو ہیں یہ بھی بعض جگہ فعّال نہیں ہیں۔ یہ بھی صرف عہدہ سنبھال کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو بھی فعّال ہونے کی ضرورت ہے۔ نہیں تو اس سال انتخابات ہو رہے ہیں، جماعتوں سے یہ رپورٹیں آنی چاہئیں کہ کون کون سے سیکرٹریانِ وقفِ نَو فعّال نہیں ہیں اور اگر وہ فعّال نہیں ہیں تو چاہے اُن کے ووٹ زیادہ ہوں اُن کو اس دفعہ مقرر نہیں کیا جائے گا۔

نصاب کا پہلے ذکر آیا تھا۔ اگر جماعت کا بھی ایک نصاب بنا ہوا ہے، اور وہاں ایسا انتظام نہیں ہے کہ علیحدہ علیحدہ انتظام ہو سکے تو جو جماعتی نصاب ہے، اُسی میں وقفِ نَو بھی شامل ہو سکتے ہیں، پڑھیں۔ تھوڑا بہت معمولی فرق ہے۔ آپس میں دونوں کی کوآرڈی نیشن (Co-ordination) اگر ہو جائے تو اطفال کی عمر کے اطفال کا نصاب پڑھ سکتے ہیں، خدام کی عمر کا وہ پڑھ سکتے ہیں، لجنہ والی لجنہ کا پڑھ سکتی ہیں یا نصاب آپس میں سمویا جا سکتا ہے۔ جب جماعتی نظام کے تحت سیکرٹری تربیت اور سیکرٹری تعلیم اور سیکرٹری وقفِ نَو جماعتی شعبہ کے تحت ہی کام کر رہے ہیں تو امراء اور صدران کا کام ہے کہ ان کو اکٹھا کر کے ایسا معین لائحہ عمل بنائیں کہ یہ نصاب بہرحال پڑھا جائے۔ خاص طور پر واقفینِ نَو کو اس میں ضرور شامل کیا جائے۔ پھر یہ جو وقفِ نَو کا نصاب ہے اُس کو مختلف ممالک اپنی زبانوں میں بھی شائع کروا سکتے ہیں۔ سویڈن نے اپنی زبان میں شائع کروایا ہے۔ فرنچ میں شائع کرنے کے لئے فرانس والے اور ماریشس والے کوشش کریں۔ اور یہ کوشش صرف زبانی نہ ہو۔ یہ تو اطلاع فوری طور پر دیں کہ کون اس کا ترجمہ کر سکتا ہے اور دو مہینے کے اندر اندر یہ ترجمہ ہو بھی جانا چاہئے۔

واقفینِ نَو کے مطالعہ میں روزانہ کوئی نہ کوئی دینی کتاب ہونی چاہئے۔ چاہے ایک دو صفحے پڑھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب، جیسا کہ مَیں نے کہا، اگر وہ پڑھیں تو سب سے زیادہ بہتر ہے۔ پھر اسی طرح خطبات ہیں سو فیصد واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو کو یہ خطبات سننے چاہئیں۔ کوشش کریں۔ یہاں یوکے میں ایک دن مَیں نے کلاس میں جائزہ لیا تھا تو میرا خیال ہے دس فیصد تھے جو باقاعدہ سنتے تھے۔ اس کی طرف شعبہ کو بھی اور والدین کو بھی اور خود واقفینِ نَو کو بھی توجہ دینی چاہئے۔ انتظامیہ کو بھی چاہئے کہ وہ واقفینِ نَو کے جو پروگرام بناتے ہیں، وہ inter-active پروگرام ہونے چاہئیں جس سے زیادہ توجہ پیدا ہوتی ہے۔

پھر اسی طرح ہر ملک کی جو انتظامیہ ہے وہ ایک کمیٹی بنائے جو تین مہینہ کے اندر یہ جائزہ لے کہ ان ملکوں کی اپنی ضروریات آئندہ دس سال کی کیا ہیں؟ کتنے مبلغین ان کو چاہئیں؟ کتنے زبان کے ترجمے کرنے والے چاہئیں؟ کتنے ڈاکٹرز چاہئیں؟ کتنے ٹیچرز چاہئیں؟ جہاں جہاں ضرورت ہے۔ اور اس طرح مختلف ماہرین اگر چاہئیں تو کیا ہیں؟ مقامی زبانوں کے ماہرین کتنے چاہئیں؟ تو یہ جائزے لے کر تین سے چار مہینے کے اندر اندر اس کی رپورٹ ہونی چاہئے اور پھر جو شعبہ وقفِ نَو ہے وہ اس کا پراپر فالو اَپ (Proper Follow up) کرے۔

بعض لوگ بزنس میں جانا چاہتے ہیں یا پولیس یا فوج میں جانا چاہتے ہیں یا اَور شعبوں میں جانا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے وہ بے شک جائیں لیکن وقف سے فراغت لے لیں۔ یہ اطلاع کیا کریں۔ پھر اسی طرح ہر ملک میں واقفینِ نَو کے لئے کیریئر گائیڈنس کمیٹی بھی ہونی چاہئے جو جائزہ لیتی رہے اور مختلف فیلڈز میں جانے والوں کی رپورٹ مرکز بھجوائے یا جن کو مختلف فیلڈز میں دلچسپی ہے، اُن کے بارے میں اطلاع ہو، پھر مرکز فیصلہ کرے گا کہ آیا اس کو کس صورت میں اجازت دینی ہے۔ اور پھر یہ بھی جیسا کہ مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچنے والے واقفینِ نَو اپنے تجدیدِ وقفِ نَو کے عہد کو نہ بھولیں، لکھ کر بھجوایا کریں۔ بانڈ (Bond) لکھیں۔ اسی طرح واقفینِ نَو کے لئے ایک رسالہ لڑکوں کے لئے ''اسماعیل'' اور لڑکیوں کے لئے ''مریم'' شروع کیا گیا ہے۔ جرمن اور فرنچ میں بھی اس کا ترجمہ ہونا چاہئے۔ اگر تو ایسے مضامین ہیں جو وہاں کے مقامی واقفینِ نَو، واقفاتِ نَو لکھیں تو وہ شائع کریں۔ نہیں تو یہاں سے مواد مہیا ہو سکتا ہے اس کو یہ اپنی اپنی زبانوں میں شائع کر لیا کریں۔ اردو کے ساتھ مقامی زبان بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام اُن والدین میں جنہوں نے اپنے بچے وقفِ نَو کے لئے پیش کئے، اس رنگ میں بچوں کی تربیت اور دعا کرنے کی طرف توجہ پیدا فرمائے جو حقیقت میں اُن کو واقفینِ نَو بنانے کا حقدار بنانے والی ہوں۔ اور یہ بچے والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں۔ بچوں کو بھی اپنے ماں باپ اور اپنے عہدوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بھی عطا فرمائے اور وہ حقیقت میں اُس گروہ میں شامل ہو جائیں جن کا کام صرف اور صرف دین کی اشاعت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے۔

پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر، اہمیت اور مصداق

تحریرات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں

(غلام مصباح بلوچ۔ استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا)

خدائے ذوالمنن والمجد نے اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت کے جونشان عطا فرمائے ان میں ایک بہت بڑا نشان پیشگوئی مصلح موعود ہے۔ اس پیشگوئی کا پس منظر کیا تھا؟ اس کی کتنی اہمیت اور عظمت ہے؟ اور اس پیشگوئی سے کون مراد ہے؟ ان تمام سوالوں کے جوابات اور تفصیل حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کی تحریرات میں موجود ہیں۔

پیشگوئی کا پس منظر

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی عظیم الشان کتاب ''براہین احمدیہ'' کے منظرعام پر آنے سے ایک طرف عالم اسلام خوشیوں کی لہروں میں تھا اور دوسری طرف مخالفین اسلام میں ایک کھلبلی مچ گئی تھی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اسی کتاب میں دنیا کو مخاطب کرکے یہ خوشخبری دی:

''پس خداوندتعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کرکے اور صدہانشان آسمانی اور خوارق غیبی اور معارف و حقائق مرحمت فرماکر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیمات حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حجت ان پر پوری کرے ..... اور ہر یک مخالف اپنے مغلوب اور لاجواب ہونے کا آپ گواہ ہوجائے۔''

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 596,597 حاشیہ درحاشیہ)

اس نوید کا اعلان آپؑ نے نہ صرف ہندوستان میں کیا بلکہ مکتوبات کے ذریعے بیرون از ہندوستان بھی اس پیغام کو پہنچایا اور اپنی طاقت کے مطابق جہاں تک ہوسکا مخالفین اسلام پر اتمام حجت قائم کی۔ اب جبکہ اسلام کی حقانیت اور صداقت کا ڈنکا اطراف عالم میں بج رہا تھا اور ہر ایک مخالف کو اس کے زندہ نشانات دیکھنے کی دعوت عام تھی کہ اسی دوران 1885ء میں ساہوکاران و دیگر ہندو صاحبان قادیان کا ایک خط حضرت اقدسؑ کی خدمت میں موصول ہوا جس میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا

''جس حالت میں آپ نے لنڈن اور امریکہ تک اس مضمون کے رجسٹری شدہ خط بھیجے ہیں کہ جو طالب صادق ہو اور ایک سال تک ہمارے پاس آکر قادیان میں ٹھہرے تو خدائے تعالیٰ اس کو ایسے نشان دربارۂ اثبات حقیقت اسلام ضرور دکھائے گا کہ جو طاقت انسانی سے بالاتر ہوں۔ سو ہم لوگ جو آپ کے ہمسایہ اور ہمشہری ہیں، لندن اور امریکہ والوں سے زیادہ ترحق دار ہیں..... لیکن ہم لوگ ایسے نشانوں پر کفایت کرتے ہیں جن میں زمین و آسمان کے زیر و زبر کرنے کی حاجت نہیں اور نہ قوانین قدرتیہ کے توڑنے کی کچھ ضرورت۔ ہاں ایسے نشان ضرور چاہئیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں جن سے یہ معلوم ہوسکے کہ وہ سچا اور پاک پرمیشر بوجہ آپ کی راست بازی دینی کے عین محبت اور کرپا کی راہ سے آپ کی دعاؤں کو قبول کرلیتا ہے اور قبولیت دعا سے قبل از وقوع اطلاع بخشتا ہے یا آپ کو اپنے بعض اسرار خاصہ پر مطلع کرتا ہے اور بطور پیشگوئی ان پوشیدہ بھیدوں کی خبر آپ کو دیتا ہے یا ایسے عجیب طور سے آپ کی مدد اور حمایت کرتا ہے جیسے وہ قدیم سے اپنے برگزیدوں اور مقربوں اور بھگتوں اور خاص بندوں سے کرتا آیا ہے..... اور سال جو نشانوں کے دکھانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ ابتدائے ستمبر 1885ء سے شمار کیا جاوے گا جس کا اختتام ستمبر 1886ء کے اخیر تک ہوجائے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلداول صفحہ 94-92)

اس خط کے آخر پر دس ہندو صاحبان کے نام درج ہیں۔ اس خط کے موصول ہونے پر حضرت اقدس علیہ السلام نے جواباً تحریر فرمایا:

''..... صاحبان ارسال کنندگان درخواست مشاہدہ خوارق۔ بعد ماوجب۔ آپ صاحبوں کا عنایت نامہ جس میں آپ نے آسمانی نشانوں کے دیکھنے کے لئے درخواست کی ہے، مجھ کو ملا۔ چونکہ یہ خط سراسر انصاف وحق جوئی پر مبنی ہے اور ایک جماعت طالب حق نے جو عشرہ کاملہ ہے اس کو لکھا ہے اس لئے یہ تمام تر شکرگذاری اس کے مضمون کو قبول منظور کرتا ہوں اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر آپ صاحبان ان عہود کے پابند رہیں گے کہ جو اپنے خط میں آپ لوگ کرچکے ہیں تو ضرور خدائے قادر مطلق جل شانہ کی تائید ونصرت سے ایک سال تک کوئی ایسا نشان آپ کو دکھلایا جائے گا جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔ یہ عاجز آپ صاحبوں کے پُرانصاف خط کے پڑھنے سے بہت خوش ہوا.....''۔ (مجموعہ اشتہارات جلداول صفحہ 95)

جیسا کہ حضرت اقدسؑ کے اس اشتہار سے ظاہر ہے آپؑ اُن ہندوؤں کے اس خط سے خوش تھے کہ اسلام کی صداقت میں نشان کا مطالبہ کیا گیا ہے چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس مطالبہ کو لے کر اُسی واحد ولاشریک خدا کی طرف توجہ کی جس کی تائید ونصرت کے یقینی وعدوں سے اطلاع پاکر آپؑ نے اسلام کی سچائی کا اس دور میں اعلان کیا تھا، اور نہایت الحاح اور تضرع اور عجز سے اس نشان کے لیے دعائیں کیں۔ آپؑ نے کسی بھی قسم کے خلل سے بچنے اور دعاؤں میں مزید یکسوئی اور انہماک پیدا کرنے کے لیے خلوت اختیار کرنے کا ارادہ کیا اور اس مقصد کے لیے اپنے گھربار اور رشتہ داروں سے دور ہوشیارپور میں اعتکاف فرمایا اور پورے تبتل اور انقطاع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں۔ خدائے رحیم وکریم نے آپؑ کی اس تڑپ اور اسلام کی صداقت کے لیے اضطراب کو دیکھ کر آپ کو تسلی دی اور آپ کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ایک عظیم الشان نشان کی خوشخبری دی جس کا اعلان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے اپنے اشتہار 20 فروری 1886ء میں فرمایا:

''مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کردیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے، فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انھیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہوجائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا، وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمھارا مہمان آتا ہے اس کا نام عمانوایل اور بشیر بھی ہے، اُس کو مقدس رُوح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نوراللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے، اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا، وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اُسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری وباطنی سے پُرکیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہرالاول والآخر، مظہرالحق والعلاء كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلداول صفحہ 102-100)

اسی اشتہار میں حضور علیہ السلام نے اپنی نسل اور خاندان کے پھلنے اور پھولنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''پھر خدائے کریم جل شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا **تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا** مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور **تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہوجائے گی**، اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہوجائیں گے، ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ **تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہوجائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچادے گا۔** میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلالوں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی ونامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس واموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے خدا انھیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تو مجھے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ **اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو، اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کرسکو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کرسکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔** فقط''

اس اشتہار کے اگلے ہی ماہ حضور علیہ السلام نے ایک اور اشتہار 22 مارچ 1886ء میں اس پیشگوئی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ایک اور وعدہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''.... **ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی 9 برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا** خواہ جلد ہو خواہ دیر سے، بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہوجائے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلداول صفحہ 113)

اس پیشگوئی پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے بعض حلقوں کی طرف سے اعتراض بھی کیے گئے لیکن حضور علیہ السلام نے بذریعہ اشتہار و مکاتیب ان کے جوابات دیے۔ حضرت اقدسؑ کی اس پیشگوئی کے فوراً بعد جو پیدائش ہوئی وہ ایک لڑکی صاحبزادی عصمت صاحبہ تھیں چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام پر اعتراضات کی نوعیت یہی تھی کہ پیشگوئی لڑکے کی تھی اور پیدا لڑکی ہوئی۔ لیکن اس سے زیادہ اس بات کا شور ڈالا گیا کہ گھر میں لڑکا پیدا ہوجانا کیا نشان ہوا؟ شادی کے بعد بچے ہونا یہی قانون قدرت ہے وغیرہ۔ لیکن پیشگوئی پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نو سال کی میعاد کے اندر اندر ایک عظیم الشان بیٹے کی پیدائش کی خبر دی تھی اس کے علاوہ دیگر اولاد کی پیدائش کی نفی نہیں تھی کہ موعود بیٹے کے علاوہ اور کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا، نیز شادی کے بعد اولاد ہونا قانون قدرت ضرور ہے لیکن کوئی بھی فرد اپنے متعلق قبل از وقت اس کا حتمی دعویٰ نہیں کرسکتا یہاں تو نہ صرف بیٹے کی پیدائش کے الٰہی وعدے کا حتمی اعلان تھا بلکہ اولوالعزم اور عظیم المرتبت اور بے شمار خوبیوں والے بیٹے کا اعلان تھا جس کے ذریعے حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی کے بعد دین اسلام کی عظیم خدمت اور

اُس کے دنیا میں پھیلنے کا بھی ذکر تھا۔ اور ''**وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہوگا**'' کے الفاظ منہ بولے بیٹے یا روحانی فرزند جیسے ہر قسم کے شائبہ اور وسوسے کو دور کرنے والے ہیں۔

بشیر اول کی پیدائش اور حضرت اقدسؑ کی وضاحت

پہلی بیٹی کی پیدائش کے بعد 7 اگست 1887ء کو حضرت اقدس علیہ السلام کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بشیر رکھا گیا۔ صاحبزادہ بشیر اول کے جنم سے قبل اس کے حمل کے دوران ہی حضور علیہ السلام نے اپنے ایک اشتہار 8/اپریل 1886ء میں اس بات کا اعادہ کیا کہ:

''یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اَب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا اور پھر بعد اس کے یہ بھی الہام ہوا کہ انھوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 117)

پھر صاحبزادہ بشیر اوّل کی پیدائش پر مولوی محمد حسین بٹالوی کے یہ پوچھنے پر کہ کیا یہ نومولود وہی ہے جس کا پیشگوئی میں وعدہ ہے؟ حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا:

''طفل نوزاد کی نسبت میں نے کسی اخبار میں یہ مضمون نہیں چھپوایا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی تعریف 20/فروری 1886ء کے اشتہارات میں مندرج ہے۔''

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 306 نیو ایڈیشن 2008ء۔ قادیان)

مولوی محمد حسین بٹالوی کے نام ہی ایک اور مکتوب میں حضرت اقدس علیہ السلام اُن کی غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے پھر فرماتے ہیں:

''اور پھر آپ اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ گویا مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ وہ لڑکا بہت قریب ہونے والا ہے **آپ میرے اشتہار 8/اپریل 86ء کو دیکھ لیں اس میں ''وہ'' کا لفظ نہیں بلکہ ایک کا لفظ ہے۔**''

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 308 نیو ایڈیشن 2008ء۔ قادیان)

حضرت اقدسؑ کی نظر میں پیشگوئی کی اہمیت و عظمت

اُسی زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور پیشگوئیوں پر مشتمل ایک رسالہ بنام ''سراج منیر'' لکھنے کا ارادہ فرمایا جس میں علاوہ اور پیشگوئیوں کے مولود بیٹے کی پیشگوئی کا ذکر کرنا بھی مقصود تھا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضور علیہ السلام کے نام ایک خط میں یہ تجویز دی کہ اس موعود بیٹے کی پیشگوئی کو رسالہ سراج منیر میں درج نہ کیا جائے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے جواباً تحریر فرمایا:

''اور جو آں مخدوم نے پہلے خط میں ذکر فرمایا تھا کہ پیشگوئی فرزند کو رسالہ میں درج کرنا مناسب نہیں۔ میں نے اب تک آپ کی خدمت میں اس وجہ سے اُس کا جواب نہیں لکھا کہ خدا تعالیٰ نے اس معاملہ میں میری رائے کو آپ کی رائے سے متفق نہیں کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مجھ کو منجانب اللہ اس بارے میں اعلان و اشاعت کا حکم ہے اور جیسا کہ میرے آقا محسن نے مجھے ارشاد فرمایا ہے میں وہی کام کرنے کے لئے مجبور ہوں۔ **مجھے اس سے کچھ کام نہیں کہ دنیوی مصلحت کا کیا تقاضا ہے اور نہ مجھے دنیا کی عزت و ذلّت سے کچھ سروکار ہے اور نہ اس کی کچھ پروا اور نہ اُس کا کچھ اندیشہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ جن باتوں کے شائع کرنے کے لئے میں مامور ہوں ہرچند یہ بدظنی سے بھرا ہوا زمانہ اُن کو کیسی ہی تحقیر کی نگاہ سے دیکھے لیکن آنے والا زمانہ اُس سے بہت سا فائدہ اٹھائے گا۔**''

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 304,305 نیو ایڈیشن)

حضرت اقدس علیہ السلام کی اس استقامت اور استقلال کو دیکھ کر اور یہ جان کر کہ آپؑ اس پیشگوئی کو نکالنے پر راضی نہیں، مولوی صاحب نے ایک اور خط ارسال کیا اور لکھا کہ ایسی پیشگوئیوں سے اسلام کو نفع نہیں اور مسلمانوں کی ہتک ہوگی۔ اور مولوی صاحب نے اس ہتک سے بچنے کے لیے اس دفعہ یہ مشورہ دیا کہ سراج منیر چھپوانے کا ارادہ ہی فی الوقت چھوڑ دیا جائے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے جواباً فرمایا:

''آپ فرماتے ہیں کہ سراج منیر میں اسی طور کی پیشگوئیاں ہیں تو میری رائے ہے کہ سراجِ منیر کا طبع کرانا موقوف رکھا جائے کیونکہ ایسی کتاب سے مسلمانوں کا کمال ہتک ہوگا۔ اس کی جواب میں عرض کرتا ہوں کہ **بیشک سراجِ منیر میں اسی طرح کی پیشگوئیاں ہیں بلکہ سب سے بڑھ کر یہی پیشگوئی ہے** مگر دوسرا فقرہ آپ کا کہ ایسی پیشگوئیوں سے مسلمانوں کا کمال ہتک ہوگا، فراست صحیحہ پر مبنی نہیں ہے اور آپ کا یہ قول کہ ''مجھے صرف یہ خیال ہے کہ مسلمانوں کا زیادہ ہتک نہ ہو اور ان کا مال ناحق برباد نہ ہو۔'' آپ کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ بیٹا پیدا ہونے سے مسلمانوں کا کسی قدر ہتک ہوگیا ہے اور آئندہ سراج منیر کے چھپنے سے اس سے زیادہ ہوگا۔ سو میں کہتا ہوں کہ اگر پیشگوئیوں کا سچائی سے ظہور میں آجانا مسلمانوں کے لئے موجب ہتک ہے تو جس قدر یہ ہتک ہو اتنا ہی تھوڑا ہے۔''

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 308,309 نیو ایڈیشن 2008ء۔ قادیان)

پھر حضور علیہ السلام اپنے اشتہار محررہ 22 مارچ 1886ء میں بعض معترضین کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک نادان بھی سمجھ سکتا ہے کہ مفہوم پیشگوئی کا اگر بنظر یکجائی دیکھا جاوے تو ایسا بشری طاقتوں سے بالاتر ہے جس کے نشان الٰہی ہونے میں کسی کو شک نہیں رہ سکتا اور اگر شک ہو تو ایسی قسم کی پیشگوئی جو ایسے ہی نشان پر مشتمل ہو پیش کرے۔ اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ **صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے** اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے...... اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی.....''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 114,115)

بشیر اول کی وفات اور حضرت اقدسؑ کی حقّانی تقریر

مورخہ 4 نومبر 1888ء کو صاحبزادہ بشیر اول نے بقضائے الٰہی وفات پائی اور مخالفین کی طرف سے ایک طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا۔ اس موقع پر حضرت اقدس علیہ السلام نے تمام نکتہ چینیوں کا جواب دیتے ہوئے ایک رسالہ ''حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر'' شائع فرمایا جو سبز رنگ کے کاغذ پر شائع ہونے کہ وجہ سے بعد ازاں ''سبز اشتہار'' کے نام سے ہی مشہور ہوگیا۔ اس اشتہار میں حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

''جس قدر اس عاجز کی طرف سے اشتہار چھپے ہیں .... اُن میں سے کوئی شخص ایک ایسا حرف بھی پیش نہیں کر سکتا جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہو کہ مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا تھا جو فوت ہوگیا ہے۔''

(سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 448)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

''یہ بھی یاد رہے کہ اگر ہم اس خیال کی بناء پر کہ الہامی طور پر ذاتی بزرگیاں پسر متوفی کی ظاہر ہوئی ہیں اور اس کا نام مبشر اور بشیر اور نور اللہ، صیب اور چراغ دین وغیرہ اسماء مشتمل کاملیت ذاتی اور روشنی فطرت کے رکھے گئے ہیں کوئی مفصل و مبسوط اشتہار بھی شائع کرتے اور اس میں بحوالہ اُن ناموں کے اپنی یہ رائے لکھتے کہ شاید مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا ہوگا۔ تب بھی صاحبانِ بصیرت کی نظر میں یہ اجتہادی بیان ہمارا قابل اعتراض نہ ٹھہرتا.....''۔

(سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 450,451)

اسی سبز اشتہار میں حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دو عظیم الشان طریقے بیان فرمائے ہیں، حضرت اقدسؑ کی یہ تحریر نہایت ہی فیصلہ کُن ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کی انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں۔

(1) اول یہ کہ کوئی مصیبت اور غم و اندوہ نازل کر کے صبر کرنے والوں پر بخشش اور رحمت کے دروازے کھولے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ۔ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اُوْلٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ۔ وَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ۔ (سورۃ البقرہ: 155)

یعنی ہمارا یہی قانون قدرت ہے کہ ہم مومنوں پر طرح طرح کی مصیبتیں ڈالا کرتے تھے اور صبر کرنے والوں پر ہماری رحمت نازل ہوتی ہے اور کامیابی کی راہیں اُنھیں پر کھولی جاتی ہیں جو صبر کرتے ہیں۔

(2) **دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا اُن کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالےٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔** پس اوّل اس نے قسم اول کے انزال رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا تا بَشِّرِ الصَّابِرِیْن کا سامان مومنوں کے لئے طیار کر کے اپنی بشیریت کا مفہوم پورا کرے.....

اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اُس کی تکمیل کے لئے خدا تعالےٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے 10/جولائی 1888ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمھیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللّٰہ ما یشاء۔''

(سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 463-461 حاشیہ)

یہ سبز اشتہار پیشگوئی مصلح موعود کو سمجھنے کے لیے ایک کنجی ہے، اسی سبز اشتہار میں اللہ تعالیٰ کی دو قسم کی رحمتوں کا ذکر کر کے حضورؑ کا یہ فرمانا کہ **خدا تعالےٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں** واضح بتاتا ہے کہ مصلح موعود کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی جسمانی اولاد سے ہی آنا تھا نہ کہ آئندہ کسی زمانے میں روحانی اولاد کے طور پر۔ اور آنے والے بشیر کے متعلق حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرما دیا کہ وہ مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء کے مقام پر فائز ہوگا۔ اب مرسلین اور نبیین کے مقام پر تو خود حضرت اقدسؑ تھے لہذا اس موعود بیٹے نے ائمہ و اولیاء و خلفاء کے مقام پر ہونا تھا اور اسی کی پیروی کو حضور نے نجات پانا اور راہ راست پر آنا بتایا ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ 18

تھا اسی طرح یہاں خدا تعالیٰ میری دعاؤں کی وجہ سے پانی بہادے گا۔ یہ ایک محاورہ ہے جو محنت کرنے اور دعا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ہم نے اپنا پورا زور لگا دیا تا ہمیں پانی مل سکے لیکن ہم اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوئے۔ اب خدا تعالیٰ نے میرے منہ سے یہ کہلوا دیا کہ پانی صرف تیری دعاؤں کی وجہ سے نکلے گا۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ پانی کب نکلے گا اور کس طرح نکلے گا لیکن بہرحال یہ الہامی شعر تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی نہ کوئی صورت ایسی ضرور پیدا کردے گا جس کی وجہ سے وہاں پانی کی کثرت ہوجائے گی۔ انشاءاللہ''۔

ہم سب اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ خبر نہایت شان سے پوری ہوئی۔

❁......حضرت مصلح موعودؓ کو اپنے اوپر قاتلانہ حملہ کی خبریں بھی کھلے کھلے اور واضح انداز میں دیدی گئی تھیں۔ ایک بدبخت عبدالحمید نے 10 مارچ 1954ء کو مسجد مبارک ربوہ میں آپ پر قاتلانہ حملہ کیا اور جس جس طرح مختلف رؤیا میں دکھایا گیا تھا۔ اسی طرح واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ ابھی یہ زخم تازہ تھے کہ 26 فروری 1955ء کو آپ کے دائیں طرف فالج کا حملہ ہوا جس کے اکثر و بیشتر اثرات معجزانہ رنگ میں صبح تک زائل ہوگئے۔ تاہم باقی ماندہ عوارض کے پیش نظر ڈاکٹری رائے کے مطابق آپ کو مجبوراً یورپ کا سفر اختیار کرنا پڑا۔ اس سفر کے بارہ میں بھی آپ کو بہت پہلے خبر دے دی گئی تھی۔

سفرِ یورپ کے دوران جب حضور زیورک (سوئٹزرلینڈ) میں تشریف فرما تھے تو ربوہ میں حضور کی صحت یابی کے لئے نہایت درجہ درد و الحاح سے دعائیں کی گئیں جن کا نظارہ حضورؓ کو زیورک میں ہی دکھا دیا گیا۔ چنانچہ حضورؓ نے سفر کے دوران ہی مندرجہ ذیل رؤیا بغرض اشاعت بھجوایا:

''23 اور 24 مئی کی درمیانی رات کو میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ہزاروں ہزار آدمی جماعت کے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہیں اور میرے لئے دعا کر رہے ہیں وہ اتنا دردناک نظارہ تھا کہ اس سے میرا دل ہل گیا اور میری طبیعت پھر خراب ہوگئی۔ یہی وجہ تھی کہ باوجود ارادہ کے میں عید پڑھانے نہیں جاسکا۔ چونکہ اس رؤیا کی میرے دل پر ایک دہشت تھی اور اب بھی اس کا نظارہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ مَیں سفر میں اس رؤیا کو لکھ کر بھجوانا پسند نہیں کرتا۔ اس عرصہ میں جو ربوہ سے خطوط آئے ہیں اس میں بھی یہ لکھا ہوا تھا کہ آخری رمضان کی شام کو جو دعا کی گئی وہ ربوہ میں ایک غیر معمولی دعا تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا عرش بھی ہل گیا ہوگا ان خطوں میں بھی گویا میری رؤیا کا نقشہ کھینچا گیا تھا۔ جزی اللّٰہ ساکنی ربوۃ خیراً''۔

حضور کی بہت سی رؤیا و کشوف اور الہامات میں سے یہ چند پیش کی گئی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان خوابوں کی اور بھی تعبیریں ہوں جو اپنے وقت پر ظاہر ہوں۔ ابھی تو لاتعداد پیش خبریوں کو پورا ہونا ہے۔

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

اس میں جذب نہیں ہوسکوں گی۔ مجھے لوگ کیا کہیں گے؟ لوگ میرا انداق اُڑائیں گے۔ اگر ایک حقیقی احمدی عورت بننا ہے تو اس احساس کمتری کی چادر کو اُتارنا ہوگا جو آپ کی حیا کو ننگا کر رہی ہے، جو آپ کے تقویٰ کا لباس آپ سے اتار رہی ہے۔ اور اُس چادر کو اوڑھیں جو تقویٰ کی چادر ہے جو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہے، جو آپ کی حیا کی حفاظت کرنے والی ہے، جو آپ کی ایک حیثیت دنیا میں قائم کرنے والی ہے اور دنیا کے سامنے رکھنے والی ہے۔ پس یہ سوچ لیں کہ آپ نے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے یا دنیا کو راضی کرنا ہے۔ دو باتوں میں سے ایک فیصلہ کرنا ہوگا۔ اگر دنیا والوں کو راضی کرنا ہے تو پھر اس زمانے کے حصنِ حصین سے تو آپ باہر آ گئیں، اُس مضبوط قلعے سے آپ باہر آ گئیں۔ اور جب باہر آ گئی ہیں تو پھر آپ نہ اپنے دین کی حفاظت کی ضامن ہیں، نہ اپنے بچوں کے دین کی حفاظت کی ضامن ہیں۔ جیسا کہ میں نے ابھی کہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تو اپنی جماعت میں اُن کو شامل کیا ہے جو قرآنِ کریم کے تمام حکموں پر چلنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ پس اس کے لئے اس تلاوت کے الفاظ پر غور کریں جو آپ کے سامنے کی گئی ہے۔

اب مَیں اس کی مختصر وضاحت کر دیتا ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے وہ تمام خصوصیات بیان فرمائی ہیں جو اس تلاوت میں بیان ہوئی ہیں کہ اگر یہ خصوصیات ہوں گی تو آخر میں پھر فرمایا کہ ایسی عورتوں اور مردوں سے مغفرت کا سلوک کیا جائے گا۔ اگر ہم میں سے ہر ایک کوشش کر کے ان خصوصیات کو اپنانے کے لئے کوشاں ہوگا تو بشری تقاضے کے تحت جو غلطیاں اور کوتاہیاں اور کمیاں ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ اُنہیں معاف کر دے گا اور اُن کے بدنتائج سے محفوظ رکھے گا۔ اگر اپنی پوری کوشش سے خود بھی دین پر قائم ہیں اور اپنے بچوں کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کر رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ باقی سامان خود کر دے گا۔ اور اس نیک نیتی کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ زمانے کے بداثرات سے آپ کو بھی محفوظ رکھے گا اور آپ کی اولاد کو بھی محفوظ رکھے گا اور نہ صرف محفوظ رکھے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بھی ایسے مومن مرد اور عورتیں ہوں گی۔ یہ دس خصوصیات جو ایک مومنہ اور مومن میں ہونی چاہئیں جن کا حامل تمام نیکیوں کو اپنانے والا بن جاتا ہے اور تمام برائیوں سے بچنے والا ہو جاتا ہے، اُن کا مختصر بیان جیسا کہ مَیں نے کہا تھا مَیں کرتا ہوں۔

پہلی بات جو بیان کی گئی ہے اسلام قبول کرنے کی ہے، کیونکہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے جو انسان کی نجات کا ذریعہ بن سکے۔ پس روحانی ترقی کا پہلا قدم، پہلا زینہ مسلمین اور مسلمات میں شامل ہونا ہے۔ یعنی دماغی اور ذہنی طور پر مان لینا کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے۔ اس کو قبول کرنا اللہ تعالیٰ تک لے جا سکتا ہے۔ پھر جب ایک مسلمان عورت اور مرد نے، ایک اسلام لانے والے نے اس بات کو تسلیم کر لیا تو پھر اگلا قدم مومنین اور مومنات میں شمار ہونا ہوگا۔ یعنی پھر ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔ اسلام اس لئے قبول نہیں کیا کہ مذہب ایسا لگتا ہے جس میں عقل کی باتیں نظر آتی ہیں یا خاوند نے یا کسی رشتہ دار نے اسلام قبول کر لیا ہے یا احمدی ہو گیا ہے تو ہم بھی ساتھ ہو گئیں۔ نہیں صرف اتنا کافی نہیں بلکہ ذاتی تجربات کی وجہ سے ایمان میں ترقی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، آپ کے عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے تعلق اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا ہو۔ اور جب یہ تعلق ہوگا تو پھر ایک مسلمان قانتین اور قانتات میں یعنی مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرنے والا شمار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کیا ہیں؟ وہی جو قرآنِ کریم میں بیان ہوئے ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ قرآنِ کریم کی حکومت کو بکلی طور پر قبول کرنا، اُس کے ہر حکم کو ماننا۔

کل مَیں نے خطبے میں بیان کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایک آدھ خُلق نہیں اپنانا، ایک آدھ حکم پر عمل نہیں کرنا بلکہ حقیقی متقی وہ ہوتا ہے جو ہر حکم پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ قبول کرنا جو ہے یہ صرف مجبوری کی وجہ سے نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے ہو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد2 صفحہ 680۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر اگلی حالت اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ صادق بنو۔ اُن لوگوں میں شمار ہو جو صادقین اور صادقات کہلاتے ہیں۔ یہ حالت کن کی ہوتی ہے؟ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو سچائی پر قائم ہوتے ہیں اور سچائی کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار ہوتے ہیں اور نہ صرف تیار ہوتے ہیں بلکہ جب مشکلات کا دور آئے تو سچوں کی طرح ان مشکلات سے سرخرو ہو کر نکلتے ہیں۔ کوئی منافقت اُن میں نہیں ہوتی، اُن کا ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوتا ہے۔ آپ نوجوان بچیاں بھی اور عورتیں بھی یہاں مسجد میں آتی ہیں۔ جس طرح کا حیادار لباس اور پردہ آپ کا یہاں ہوتا ہے، یہ دیکھیں کہ کیا بازاروں میں، سڑکوں پر پھرتے ہوئے بھی یہی معیار آپ نے اپنایا ہوا ہے یا جیسا کہ مَیں پہلے کہہ چکا ہوں، دنیا کا پیار یا دنیا کی نظر آپ کو اس سچائی کے اظہار سے روک تو نہیں رہے؟ اگر تو یہ روک رہے ہیں، اگر دنیا کے مقابلے میں کسی بھی اسلامی حکم کو آپ پیچھے کر رہی ہیں تو پھر صادقات میں شمار نہیں ہوتا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان خصوصیات کی حامل کو صبر کا بھی مظاہرہ کرنا چاہئے۔ صبر سے ہی استقامت پیدا ہوتی ہے اور ایمان اور یقین میں انسان ترقی کرتا ہے۔ یہ دیکھیں کہ آپ کے اس صبر کا ہی نتیجہ ہے جو آپ میں سے اکثر نے پاکستان میں دکھایا ہوا ہے اور اپنے ایمان کی حفاظت کی تھی کہ آپ آج یہاں آزادی سے بیٹھی ہیں اور دین پر جس طرح چاہیں عمل کر سکتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی قدر کریں اور اس دنیا داری کے ماحول میں دین کے معاملہ میں کسی دنیا دار کی بات کو اہمیت نہ دیں اور صبر سے اپنی روایات اور تعلیمات پر قائم رہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو صبر کرتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے اندر عاجزی پیدا کرو۔ یہ ایک ایسا خلق ہے جس کا اظہار معمولی چیز نہیں ہے۔ کسی بات کا فخر اور اَنا عاجزی کے خلق کو کھا جاتی ہے۔ پس کبھی کوئی فخر اور اَنا نہیں ہونی چاہئے۔ ایمان میں کامل ہونے کے لئے عاجزی ہونا بہت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ ’’تیری عاجزانہ راہیں اُسے پسند آئیں‘‘۔

(تذکرہ صفحہ 595 ایڈیشن چہارم 2004ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس اگر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے تو عاجزی کی راہ اختیار کرنی ہوگی۔

پھر اس کے بعد صدقہ کا ذکر ہے۔ اس خصوصیت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے بہت سے مرد اور عورتیں قائم رکھے ہوئے ہیں لیکن پھر بھی اس طرف توجہ کریں۔ ان ملکوں میں رہنے والے جن کی مالی حالت اللہ تعالیٰ نے پہلے سے بہتر کر دی ہے، اپنے غریب بھائیوں کی ضرورت کا خیال رکھیں۔ جماعتی طور پر بھی یتامیٰ اور طلباء اور مریضوں کا خیال رکھا جاتا ہے اس کے لئے مدد کرنی چاہئے۔ وہاں آپ لوگوں کو چندہ دینا چاہئے۔

پھر روزہ رکھنے والوں کا ذکر ہے۔ یہ بھی ایک ایسا کام ہے جو روحانی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ میں نے نفلی روزوں کی جو تحریک کی تھی تو نفلی روزوں کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ اس طرف اپنے گھروں میں توجہ دیں۔ اپنے خاوندوں کو توجہ دلائیں۔ اپنے جوان بچوں کو توجہ دلائیں اور خاص طور پر پاکستان اور اُن ملکوں میں جہاں جماعت کے افراد پر تنگیاں وارد کی جاتی ہیں اُن کے لئے بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کے لئے سکون کے سامان پیدا فرمائے ہیں تو اُن لوگوں کے لئے بھی یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں بھی امن وسکون نصیب فرمائے۔

پھر فرمایا حَافِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحَافِظَاتِ۔ یعنی ہر ایسی چیز جس سے گناہ کا خیال دماغ میں آنے کا احتمال ہو اور جو گناہ کی طرف راغب کرے اُس سے اپنی حفاظت کرنے والے وہی ہیں جو حقیقی مومن ہو سکتے ہیں۔ اس سے مراد صرف ظاہری زنا نہیں ہے کہ اس سے بچو بلکہ کان، آنکھ، منہ جن سے بری باتیں ایک انسان سنتا اور دیکھتا اور کرتا ہے، جن سے ذہن میں بیہودہ اور لغو خیالات پیدا ہو جاتے ہیں یا لغو خیالات پیدا کرنے والا بن سکتا ہے، اس سے بچنے کا حکم ہے۔

پس آجکل جو بیہودہ ٹی وی پروگرام بھی ہوتے ہیں، خاص طور پر ان ملکوں میں تو کھلے عام ہے یا انٹرنیٹ پر جو لغویات آتی ہیں، یا خود بعض فیس بک (Face Book) کے ذریعہ سے لغویات میں ملوث ہو جاتے ہیں یا چیٹنگ (Chating) وغیرہ کے ذریعے سے اپنے رابطے کرتے ہیں یا کرتی ہیں خاص طور پر نوجوان لڑکے اور لڑکیاں، اُن کو اپنی حفاظت کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ بلکہ کئی شادی شدہ گھر بھی اس لئے برباد ہوتے ہیں کہ مردوں کو یا عورتوں کو ان پروگراموں میں دلچسپی ہوتی ہے جو آہستہ آہستہ گھریلو سکون برباد کرتی ہے۔ میاں بیوی کی ناچاقیاں ہوتی ہیں۔ پھر اولاد پر اس کا اثر پڑتا ہے اور نہ صرف یہ کہ گھر ٹوٹتے ہیں بلکہ نسلیں برباد ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلے ہی بتا دیا ہے کہ ان چیزوں سے اپنی حفاظت کرو اور ان لغویات میں پڑنے کی بجائے اُس عظیم مقصد کو حاصل کرو جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبانوں کو تر رکھو۔ اُس کی عبادت کرو۔ ذاکرین اور ذاکرات میں اپنے آپ کو شامل کرو تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث تم بنتے چلے جاؤ گے۔ پس ہر احمدی مرد اور عورت کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اپنے آپ کو وارث بنا رہے ہیں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ عورت بھی اپنے دائرے میں گھر کی نگران ہے اور مرد بھی اُس سے زیادہ وسیع دائرے میں گھر کا نگران ہے اور نگرانی کے فرائض کا حق ادا نہ کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ پوچھے گا۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ ہر احمدی عورت اور مرد کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ خوش فہمی کے جائزے نہ لیں۔ دوسروں کی کمزوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے جائزے نہ لیں کہ فلاں سے میں بہتر ہوں۔ فلاں میں یہ کمزوری ہے اور مجھ میں نہیں ہے۔ قرآنِ کریم کے احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے جائزے لیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے، تبھی حقیقی مومنات کہلا سکیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’خدا تعالیٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیج کر چاہا ہے کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 402۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ محبت اسی وقت ہوگی جب ہم اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھ کر اُس پر عمل کر کے اُسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’جماعت کو خدا تعالیٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 6۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس اس بات پر ہمیشہ غور کرتے رہیں کہ کس قسم کا نمونہ ہم نے بننا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی عورت اور مرد کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ اُس کے مطابق چلنے والے ہوں جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے، جو اُس کا رسول ہم سے چاہتا ہے، جو اس زمانے کا امام ہم سے چاہتا ہے اور ہم میں سے ہر ایک اسلام کی حقیقی تصویر بن کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلانے والا بن جائے۔ ہم دنیا کو اپنے اوپر حاوی کرنے والے نہ ہوں، بلکہ دنیا ہماری خادم اور غلام بن جائے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اب دعا کر لیں۔

❁❁❁❁❁❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں ان کو سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ مَیں ان کے لئے دعا کرتا ہوں ...... اللہ تعالیٰ نے تطہیر کے لئے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور مامور کی دعائیں تطہیر کا بہت بڑا ذریعہ ہوتی ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم۔ صفحہ 100۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران
047- 6212515
0300-7703500

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ دسمبر 2012ء

خطبہ جمعہ۔فیملی وانفرادی ملاقاتیں۔تقریب آمین

✿......واقفینِ نَو کی رہنمائی کے لئے ایک کمیٹی مقرر ہونی چاہئے جس میں ایسے ممبران شامل ہوں جو کہ ماڈرن سائنس و دیگر مضامین کا اچھا علم رکھنے والے ہوں۔ ✿...... بڑی جماعتوں کو اپنے لوکل اخراجات خود برداشت کرنے چاہئیں۔چھوٹی جماعتوں کو بھی کچھ نہ کچھ خرچ اٹھانا چاہئے۔ ✿......ذیلی تنظیمیں مساجد کے لئے فنڈز Generate کرنے کے لئے اپنی سکیم بنائیں۔سٹال لگائیں یا پھر کچھ اَور پروگرام رکھیں۔ ✿......ایسے انصار جو فارغ ہیں ان کو کہیں کہ ہفتہ میں دو دن سٹال لگائیں۔ان سٹالوں سے جو انکم ہو وہ مسجد فنڈ میں جائے چاہے وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ ✿......ذیلی تنظیموں کا بھی کام ہے کہ باقاعدہ اجازت حاصل کر کے مرکزی کتابیں خود بھی شائع کروایا کریں اور پھر تقسیم بھی کیا کریں۔ ✿......ایسے انصار جو فارغ ہیں ان میں سے جن کو قرآن کریم آتا ہے وہ وقف عارضی کریں اور اپنی جماعتوں کو قرآن کریم پڑھایا کریں۔انٹرنیٹ کے ذریعہ ہونے والی کلاسز میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شامل کریں۔ ✿......واقفینِ نَو چاہے وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں ان کا انتظام نیشنل سیکرٹری وقفِ نَو کے ذمہ ہے۔لجنہ کے تحت نہیں ہے۔اگر کوئی وقفِ نَو بغیر منظوری کے کام کر رہا ہے تو اس کو نوٹس دیں کہ اگر ایک مہینہ کے اندر اندر آپ کام کرنے کا اجازت نامہ حاصل نہیں کرتے تو آپ کو واقفین نَو کی فہرست سے فارغ کر کے واپس بھیج دیا جائے گا۔ ✿......قادیان سے طبع ہونے والی کتب آرڈر کریں۔ ✿......اصلاحی کمیٹی کا یہ کام نہیں کہ جھگڑے ہو جائیں تب اصلاح کرے بلکہ مسئلہ اٹھنے سے پہلے اصلاح ہو جائے۔ ✿......رشتہ ناطہ کے لئے ایک مرکزی طور پر بھی کمیٹی ہونی چاہئے اور ایک مقامی طور پر بھی۔اسی طرح ریجنل لیول پر بھی ہو۔کمیٹی میں ذیلی تنظیموں کے صدر شامل ہونے چاہئیں۔لجنہ کی صدر بھی شامل ہو۔ ✿......فلائرز اور لیف لیٹس پر آیات قرآنی لکھنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی تصاویر کی اشاعت سے متعلق نہایت اہم اور ضروری ہدایات۔

(جماعت احمدیہ جرمنی کی نیشنل مجلس عاملہ، مبلغین کرام، ریجنل امراء و لوکل امراء کے ساتھ میٹنگ میں حضور انور ایدہ اللہ کی نہایت اہم اور زرّیں ہدایات جو دنیا بھر کی جماعتوں کے لئے مشعل راہ ہیں)

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

14 دسمبر 2012 بروز جمعۃ المبارک

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا سات بجے ''بیت السبوح' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ نے مختلف ممالک سے موصول ہونے والی رپورٹس اور خطوط ملاحظہ فرمائے اور ہدایات سے نوازا۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کا انتظام ''بیت السبوح'' میں کیا گیا ہے۔دو بڑے ہال مرد حضرات کے لئے اور دو ہال خواتین کے لئے مخصوص کئے گئے تھے۔فرینکفرٹ شہر کی جماعتوں کے علاوہ جرمنی کے دوسرے مختلف شہروں اور جماعتوں سے احباب اور فیملیز بڑی تعداد میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں جمعہ ادا کرنے کے لئے پہنچی تھیں۔ہیمبرگ سے آنے والے پانچ صد کلومیٹر کا سفر طے کر کے پہنچے تھے۔اسی طرح برلن (Berlin) سے آنے والے احباب بھی اتنا ہی سفر طے کر کے پہنچے تھے۔

خطبۂ جمعہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد سے قبل یہ سبھی ہال نمازیوں سے بھر چکے تھے۔دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔حضور انور کا یہ خطبہ جمعہ ایم ٹی اے کے ذریعہ Live نشر ہوا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عام طور پر شہید کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو جائے۔ بیشک ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان قربان کرتا ہے، شہید کا مقام پاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔لیکن شہید کے معنی میں بہت وسعت ہے۔ یہ معنی بہت وسعت لئے ہوئے ہے، اور بھی اس کے مطلب ہیں۔ اس لئے آج میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات اور بعض احادیث کے حوالے سے اس بارے میں کچھ کہوں گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن وحدیث اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں شہید کی حقیقت اور مقام و مرتبہ بیان فرمایا۔ اسی طرح ایک حقیقی اور سچے مومن کی خصوصیات بیان فرمائیں۔اور پھر ان خصوصیات کا حامل ہونے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی ہر احمدی کو تلقین فرمائی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کے جواب میں کہ شہید ہونے کی خواہش کیوں کی جاتی ہے۔ اس کے بجائے مخالف پر فتح پانے کی دعا کا کیوں نہیں کہتے؟ فرمایا کہ بے شک فتوحات اور کامیابی الٰہی جماعت کو ہی حاصل ہونی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والصلوٰۃ کو متعدد مرتبہ اللہ تعالیٰ نے کامیابیوں اور فتوحات کی اطلاع دی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اس کے آثار بھی دیکھ رہی ہے۔مگر ہمیشہ یاد رکھیں کہ بڑے مقاصد کے حصول کے لئے بہرحال قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں، جان کی بھی قربانی دینی پڑتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پس ایک حقیقی مومن کی زندگی کا مقصد صرف ایک دفعہ کی زندگی قربان کرنا نہیں بلکہ مسلسل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش ہے اور ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: احمدیت ایک سچائی ہے اور یہی سچائی احمدیوں کو بہت سے ممالک میں مشکلات میں گرفتار کئے ہوئے ہے۔ اس کے اظہار پر احمدیوں کو سزائیں دی جاتی ہیں لیکن احمدی پھر بھی ایمان پر قائم ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسائلم سیکرز کو اپنے کیس کے معاملہ میں ہمیشہ سچ پر مبنی اپنا موقف پیش کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ ان ملکوں میں سچائی کی ابھی بھی بہت قدر ہے۔فرمایا کہ کبھی بھی جھوٹ کا سہارا نہ لیں۔ پس اپنے خدا کی رضا کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آخر پر مکرم مقصود احمد صاحب ابن مکرم نواب خان صاحب آف کوئٹہ کی شہادت کا تفصیل سے ذکر فرمایا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ تین بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے شہید مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(خطبہ جمعہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ نمبر 1 جلد نمبر 20 مورخہ 4 جنوری 2013ء میں شائع ہو چکا ہے)۔

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی و انفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

فیملی وانفرادی ملاقاتیں

آج شام کے اس سیشن میں پچیس فیملیز کے 105 افراد اور 34 احباب نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ملاقات کرنے والی یہ فیملیز اور احباب جرمنی کی درج ذیل جماعتوں سے سفر کر کے بیت السبوح فرینکفرٹ پہنچے تھے۔

Wurzburg, Raunheim, Gross-Gerau, Bad Soden, Limberg, Betzdorf, Langen, Morfelden, Freinsheim, Darmstadt, Calw, Rudesheim, Wiesbaden, Russelsheim, Zwickau, Leipzig, Hanau, Koln, Neuwied, Musnter, Stade, Hofheim, Eich, Worms.

ان سبھی فیملیز نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔حضور انور نے بڑی عمر کے تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں نے اپنے آقا سے چاکلیٹ حاصل کیں۔

ملاقاتوں کے اس پروگرام کے آخر پر تعلیم الاسلام کالج اولڈ بوائے ایسوسی ایشن جرمنی کے عہدیداران نے

حضورانور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت پائی۔

حضورانور نے ازراہ شفقت سبھی ممبران کو شرف مصافحہ سے نوازا اور اس دوران بعض عہدیداران سے گفتگو فرمائی۔

تقریب آمین

ملاقاتوں کا یہ پروگرام پونے آٹھ بجے تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد تشریف لے آئے۔ یہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین ہوئی۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 49 خوش نصیب بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت کریمہ سنی اور آخر پر دعا کروائی۔ ان بچوں اور بچیوں کے نام یہ ہیں:

عزیزم عرفان محمد نعمان، حنان احمد داؤد، فاران احمد، عارش زمان، تفہیم احمد، روبین احمد، عبدالرافع شاہد، نایاب احمد اعوان، ثاقب احمد مقصود، رانا فاران، اذعان احمد، فراز احمد حیات ملک، خرم حیات، ثمر بٹ، فارن اشرف کاہلوں، علی بخش، رانا دانش قدوس، عبیر احمد بابر، عاشر احمد، آریان احمد، محمد ہارون کاہلوں، عطاء الوہاب، ذیشان محمود بھٹی۔

عزیزہ طابیہ احمد، صوفی احمد، مناہل احمد، عطیۃ الباری، س لینا محمود، ذیشان چوہدری، مروہ قمر خالق، علیشا سبین ورک، باسمہ اقبال، ماہرہ بلال، صنیحہ نور، نائلہ مبشر، امتہ المصور احمد، غزالہ محمد نعمان، ایمان طاہر، فائزہ احمد، امبر بخاری احمد، فرحین سلیم، مایا احمد، مشعل احمد، تاشفہ اقبال، امتہ الکافی احمد، امتہ الباری احمد، ماریہ احمد، امتہ الشافی، صبور علی۔

آمین کی تقریب میں حصہ لینے والے بچے اور بچیاں ملک کی درج ذیل جماعتوں سے شامل ہوئے تھے۔

Koblenz, Gross-Gerau, Wiesbaden West, Wiesbaden Sud, Mainz.Bad Homburg, Babenhausen, Weingarten, Wabern, Raunheim, Wiesbaden Nord, Hattersheim, Godelau Sud, Ginsheim, Nauheim, Usingen, Baitus-Sabuh F, Leeheim, Hofheim, Karlsruhe, Eppelheim, Zeilsheim, Heidelberg, Heusenstamm, Bruchsal, Gross-Umstadt, Wurzburg, Karben, Stockstadt, Frankfurter Berg.

اس کے علاوہ سویٹزرلینڈ سے ایک بچہ اور بچی بھی شامل ہوئی۔

آمین کی اس تقریب کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

15/دسمبر 2012 بروز ہفتہ

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا سات بجے ''بیت السبوح' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف ممالک کے دورہ جات کے دوران جہاں بھی تشریف لے جاتے ہیں وہاں دنیا بھر کی جماعتوں اور ممالک سے بذریعہ فیکس اور ای میل (E-Mail) روزانہ خطوط اور رپورٹس موصول ہوتی ہیں۔ اسی طرح لندن مرکز سے بذریعہ فیکس روزانہ ڈاک موصول ہوتی ہے اور پھر دستی ڈاک بھی موصول ہوتی ہے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز روزانہ اس ڈاک کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور ساتھ ساتھ ہدایات ارشاد فرماتے ہیں۔

آج پروگرام کے مطابق نیشنل مجلس عاملہ جرمنی، مبلغین کرام اور ریجنل ولوکل امراء کی حضورانور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگ تھی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ سوا گیارہ بجے اس میٹنگ کے لئے تشریف لائے۔

جماعت احمدیہ جرمنی کی نیشنل مجلسِ عاملہ، مبلغین کرام، ریجنل امراء ولوکل امراء کرام کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ

نیشنل مجلسِ عاملہ جرمنی کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ کا آغاز دعا کے ساتھ ہوا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

نیشنل مجلسِ عاملہ کی میٹنگ میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دائیں طرف لوکل امراء اور ریجنل امراء کے لئے جگہ مخصوص کی گئی تھی اور درمیان میں سامنے نیشنل مجلسِ عاملہ کے ممبران تھے جبکہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بائیں طرف مبلغین کرام تھے۔ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ 'یہ ترتیب درست نہیں ہے۔ مبلغین کرام کو میری دائیں طرف ہونا چاہئے'۔

شعبہ جنرل سیکرٹری:

سب سے پہلے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیشنل جنرل سیکرٹری صاحب سے رپورٹ طلب کی اور جماعتوں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ اس پر جنرل سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ ہماری 177 جماعتیں ہیں اور کل 9 لوکل امارات ہیں۔ سب جماعتوں سے رابطہ خطوط اور ٹیلی فون کے ذریعہ ہوتا ہے۔ دورہ جات بھی کئے جاتے ہیں اور مجالس عاملہ سے میٹنگز بھی کی جاتی ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر جنرل سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ 168 سے 172 جماعتوں کی ماہانہ رپورٹس آتی ہیں اور ہم ان جماعتوں کو باقاعدہ جواب دیتے ہیں اور رپورٹس کا جائزہ لے کر ان سے دریافت بھی کرتے ہیں کہ پروگرام کے مطابق فلاں فلاں کام ہونے چاہئے تھے لیکن ان کا رپورٹ میں ذکر نہیں ہے۔ لوکل صدران سے بھی باقاعدہ رابطہ ہوتا ہے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جو ہدایات آتی ہیں یا جو مرکز سے سرکلر آتے ہیں وہ ہم جماعتوں کو اور لوکل امارات کو بھجوا دیتے ہیں۔

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ صرف بھجوا دینا کافی نہیں ہے۔ آپ کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ جائزہ لیں کہ کون کتنی جلدی جواب دیتا ہے اور کون جواب بھجوانے میں سُست ہے۔ پھر اس کی طرف توجہ دیں اور یاددہانی کروائیں۔ follow up بہت ضروری ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کا یہ بھی کام ہے کہ **اس بات کا جائزہ لیں کہ کون سے امراء اور صدران اچھا کام کررہے ہیں۔ کن امراء اور صدران کی جانب سے فوری رسپانس ملتا ہے اور کون کام میں سُست ہیں اور کن کی طرف سے جوابات تاخیر سے ملتے ہیں۔ اور کون ایسے ہیں جو مرکزی ہدایات پر کماحقہ عمل نہیں کررہے۔** یہ سب امور ہر وقت آپ کے مدِنظر رہنے چاہئیں۔

جنرل سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ شعبہ تربیت اور شعبہ تبلیغ کے ساتھ ان کے پروگراموں کے حوالہ سے اکثر بات ہوتی رہتی ہے کیونکہ ان دونوں شعبوں کے پروگرام زیادہ ہوتے ہیں۔ تو تربیت کے شعبہ کی طرف سے اور تبلیغ کے شعبہ کی طرف سے پتہ چلتا رہتا ہے کہ کون سی جماعت اپنے کام میں کمزور جارہی ہے یا کون سی جماعت اچھی جارہی ہے۔ پھر ان کے ساتھ مل کر ہم پروگرام بناتے ہیں اور زیادہ تر ان جماعتوں کے دورے اور پروگرام رکھے جاتے ہیں جو کمزور ہیں اور اور جہاں پر زیادہ ضرورت محسوس ہو۔ شعبہ تبلیغ بھی جماعتوں میں اپنے دورے اور پروگرام کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح ہمارے علم میں آتا رہتا ہے کہ کونسی جماعتیں کمزور جارہی ہیں اور کون سی جماعتیں بہتر کام کررہی ہیں۔

نائب امیر (برائے شعبہ جائیداد، شعبہ وقفِ نَو وشعبہ نومبائعین)

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم سعید گیسلر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی سے ان کے سپرد کاموں کے متعلق دریافت فرمایا۔ اس پر سعید گیسلر صاحب نے بتایا کہ ان کے سپرد شعبہ جائیداد، شعبہ وقفِ نو اور شعبہ نومبائعین کی نگرانی ہے۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ شعبہ جائیداد کا کام تو بہت زیادہ اور وسیع ہے۔ سارے ملک میں مساجد تعمیر ہورہی ہیں اور پھر جماعتی جائیدادوں اور عمارات کی maintenance کا کام بھی بڑا پھیلا ہوا ہے۔ تو کیا اس کام کے ساتھ آپ کو باقی دونوں شعبوں کی نگرانی کیلئے وقت مل جاتا ہے؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امیر صاحب جرمنی کو ہدایات فرمائی کہ شعبہ وقفِ نو کا کام بھی بہت زیادہ ہے، ان کے پروگراموں کا جائزہ لینے کے لئے، نگرانی کے لئے کسی اور کو مقرر کردیں۔ آپ وقفِ نو کے لئے بے شک اسسٹنٹ سیکرٹری بنالیں۔ **اب وقفِ نو کا کام مزید بڑھ گیا ہے اور طلباء کی تعلیم میں رہنمائی کا ایک بہت بڑا کام اور ذمہ داری ہے۔ اس لئے ایسا اسسٹنٹ سیکرٹری بنائیں جو یہاں کا پڑھا ہوا ہو اور اس کا علم اور معلومات بھی وسیع ہوں اور اُسے یہاں کے تعلیمی نظام پر بھی عبور حاصل ہو۔ یہاں کے سکول، کالج اور یونیورسٹی کے سسٹم اور طریق کار کو جانتا ہو۔**

امیر صاحب جرمنی نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے استفسار کیا کہ کیا ایک ایڈیشنل سیکرٹری وقفِ نو بنالیا جائے؟ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ٹھیک ہے آپ ایک ایڈیشنل سیکرٹری وقفِ نو بنالیں۔

نیز حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جہاں تک کونسلنگ اور واقفینِ نَو کی رہنمائی کا تعلق ہے تو اس کام کیلئے ایک کمیٹی مقرر ہونی چاہئے جس میں ایسے ممبران شامل ہوں جو کہ ماڈرن سائنس اور دیگر مضامین کا اچھا علم رکھنے والے ہوں۔

شعبہ جائیداد:

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیشنل سیکرٹری جائیداد سے مساجد اور دیگر جماعتی جائیدادوں اور ان سب کی maintenance کے کام اور بجٹ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ جس پر سیکرٹری صاحب جائیداد نے بتایا کہ ہماری جائیدادوں کی کل تعداد 45 ہے اور ان میں باقاعدہ تعمیر ہونے والی مساجد کی تعداد 34 ہے۔ maintenance کا کل بجٹ تین لاکھ یوروز کا ہے جس میں سے 40,000 یوروز بیت السبوح کیلئے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے running expeditures کے بارہ میں دریافت فرمایا تو سیکرٹری جائیداد نے بتایا کہ کل -/2,60,000 یوروز سالانہ ہیں۔ لیکن اگر مرمت، maintenance، rent اور utilities کو شامل کریں تو پھر تقریباً ساڑھے پانچ لاکھ یوروز کے سالانہ اخراجات بنتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ یہ سب rent, utilities اور مرمت وغیرہ کے اخراجات میں سے لوکل جماعتیں کتنا دیتی ہیں یا سب جماعتوں کو مرکز ہی خرچ مہیا کرتا ہے؟ مثلاً ایک مسجد ہے، مشن ہاؤس ہے یا کوئی اور بلڈنگ بھی ہے، کیا لوکل جماعت اس کو maintain کرتی ہے اور خرچ پورا کرتی ہے یا پھر مرکز ادا کرتا ہے؟ اس پر سیکرٹری صاحب جائیداد نے بتایا کہ خرچ مرکز ادا کرتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ Hamburg تو ایک بڑی اور مضبوط جماعت ہے، ان کے اخراجات کون ادا کرتا ہے؟ کیا وہ خود اپنا خرچ برداشت کرتے ہیں؟ اس پر سیکرٹری جائیداد نے بتایا کہ ان کی دونوں مسجدوں کے اخراجات مرکز برداشت کرتا ہے۔

پھر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ بیت الرشید میں بننے والے میناروں کے اخراجات کس نے دیئے ہیں؟ سیکرٹری جائیداد نے بتایا کہ میناروں کے اخراجات 60 ہزار یوروز مرکز نے ادا کئے ہیں۔ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہیمبرگ کی جماعت تو فرینکفرٹ کے بعد سب سے بڑی جماعت ہے۔ اس لئے یہ میناروں کا خرچ خود برداشت کریں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے توجہ دلانے پر ہیمبرگ کے لوکل امیر صاحب نے عرض کیا کہ ہم یہ خرچ خود ادا کریں گے اور مرکز کو واپس کردیں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مرکز کے دوسرے اخراجات ہوتے ہیں۔ دوسری جو غریب جماعتیں ہیں وہاں خرچ ہوتا ہے اس لئے جو بڑی جماعتیں ہیں ان کو اپنے اخراجات خود برداشت کرنے چاہئیں۔

لوکل فنڈ کے قیام کے بارہ میں ایک سوال پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ لوکل فنڈ کے قیام کی اس شرط پر اجازت ہوتی ہے کہ آپ کا کوئی دوسرا چندہ متاثر نہیں ہوگا۔ لازمی چندہ جات متاثر نہیں ہوں گے۔ آپ کا جو سو مساجد کا فنڈ ہے وہ بھی متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ اس شرط کو سامنے رکھتے ہوئے آپ لوگ بھی اجازت لے سکتے ہیں۔**

برلن میں ہونے والے اخراجات کے بارہ میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری جائیداد نے بتایا کہ برلن میں ہماری جو مسجد اور مشن ہاؤس ہے ان کے سالانہ اخراجات کے حوالہ سے گزشتہ سال -/30,000 یوروز خرچ ہوئے ہیں۔ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ وہاں نئی عمارت بنی ہے۔ اس لئے اخراجات ابھی کم ہیں۔ 3-4 سال بعد وہاں بھی شروع ہو جائیں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ باقی جو چھوٹی جماعتیں ہیں ان کو بھی کچھ نہ کچھ خرچ اُٹھانا چاہئے تاکہ مرکز پر بوجھ کم ہو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اسی طرح حلقہ مسجد نور کی جو جماعت ہے ان کو بھی اپنے اخراجات اور maintenance کے اخراجات کے لحاظ سے تھوڑا independent کرنا چاہئے تاکہ ان کی طرف سے مرکز پر بوجھ کم ہو۔ کم از کم اپنے maintenance کے اخراجات تو برداشت کریں۔

اس موقع پر امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ جماعتوں کو جو گرانٹ دی جاتی ہے وہ لوکل اخراجات کے لئے کافی نہیں ہوتی۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جو بڑی جماعتیں ہیں وہ تو اپنے اخراجات خود برداشت کرسکتی ہیں۔ سارا لوکل خرچ برداشت کرسکتی ہیں۔ ان کے ذمہ ڈالیں کہ اپنا خرچ برداشت کریں۔** جماعتوں کا انتخاب کریں اور انہیں بتائیں کہ اب اپنے اخراجات خود برداشت کریں اور مرکز پر بوجھ نہ ڈالیں۔ آپ کے جو اخراجات بڑھ رہے ہیں وہ اس وجہ سے ہیں کہ آپ بڑی جماعتوں کو بھی خرچ مہیا کرتے ہیں۔

امیر صاحب نے بتایا کہ امسال ہمارے اخراجات زیادہ بڑھے ہیں، ہم نے مساجد کے لئے کئی قطعات زمین بھی خریدے ہیں۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ ہمارا 100 مساجد فنڈ میں سالانہ بجٹ تین ملین یوروز کا ہوتا ہے لیکن اتنی رقم اکٹھی نہیں ہوتی۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ اگر اکٹھی نہیں ہوتی تو کریں۔ یہ آپ کی کمزوری ہے۔ دورہ جات کریں۔ **کوشش کریں تا کہ سو مساجد فنڈ کا اپنا بجٹ پورا ہو اور کمی کی وجہ سے دوسرے بجٹ متاثر نہ ہوں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ لوگ تو دیتے ہیں لیکن ہماری پہنچ نہیں ہوتی۔ لوکل امراء، ریجنل امراء اور صدرانِ جماعت کے ذریعہ کوشش کریں اور لوگوں کو باور کروائیں کہ یہ ضروریات ہیں اور یہ صحیح و حقیقی اخراجات ہیں تو لوگ دیں گے۔ باوجود اس کے کہ اکنامک حالات خراب ہو رہے ہیں، پھر بھی قربانی کرنے کی روح اللہ کے فضل سے موجود ہے۔ صرف ہماری پہنچ نہیں ہوتی۔** ہمارے ریجنل امراء، لوکل امراء اور صدران ہیں وہ بھی صحیح طرح اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ اگر چاہیں تو یہ مساجد فنڈ کا تین ملین یوروز کا سالانہ ہدف achieve کرسکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مساجد کی تعمیر اور ان پر اٹھنے والے اخراجات کے حوالہ سے بڑی تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا اور بعض انتظامی ہدایات سے نوازا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ جامعہ احمدیہ کا جو فُل پراجیکٹ ہے وہ 4.5 ملین یوروز کا ہے۔ اس پر سیکرٹری جائیداد نے بتایا کہ تعمیر کے تمام اخراجات ملا کر جس میں پلاٹ کی خریداری، فرنیچر وغیرہ سب شامل ہیں وہ ملا کر کل 5.2 ملین یوروز کے اخراجات ہوئے ہیں۔ اور جامعہ کی تعمیر کے لئے ہم ہر سال اپنے بجٹ میں سے ایک ملین یورو کی رقم مخصوص کرتے رہے ہیں لیکن جامعہ کے لئے اس مخصوص کی ہوئی رقم میں سے مساجد کی تعمیر پر بھی خرچ ہوتا رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہی چیز ہے جس کی وجہ سے اعتماد میں کمی آتی ہے اور اسی وجہ سے سو مساجد کے چندے کا ٹارگٹ پورا نہیں ہوتا۔ آپ اگر جماعتوں کو realize کروائیں کہ اتنی رقم سو مساجد میں لگ رہی ہے اور اتنی رقم جامعہ احمدیہ کیلئے اپنے بجٹ میں سے نکال رہے ہیں۔ کیونکہ بعض لوگوں کے مساجد فنڈ میں حصہ نہ لینے کی وجہ سے کمی رہتی ہے۔ اس لئے ہمیں جامعہ کے لئے مخصوص کی گئی رقم مجبوراً مساجد کیلئے خرچ کرنا پڑتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ لجنہ جرمنی نے ایک ملین یوروز کے قریب رقم اس سال مساجد کی تعمیر کیلئے جمع کر کے دی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ لجنہ اپنی کوشش جاری رکھے اور جماعت اپنی کوشش کرے۔ اصل یہ ہے کہ ہر جگہ سے چندہ جمع ہو اور ہر جماعت میں کوشش ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **فرمایا کہ لجنہ کی کوششیں تو قابلِ تقلید ہیں۔ انہوں نے ایک ملین کے قریب جمع کروائے ہیں۔ خدام الاحمدیہ کی طرف سے کوئی کوشش نہیں ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر خدام الاحمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جو داغ ہے اس دفعہ دھو دیں۔ نیشنل لیول پر کوشش کریں۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ناروے کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ناروے میں مسجد بنی ہے تو وہاں ایک طالبعلم نے مسجد کیلئے چندہ کی غرض سے اپنے دیگر پروگراموں اور کاموں سے وقت نکال کر ٹیکسی چلائی ہے اور اس طرح ٹیکسی چلا کر اور زائد آمد پیدا کر کے ایک لاکھ کرونا ز چندہ ادا کیا ہے۔ اور بھی بہت سے نوجوانوں نے مختلف کام کر کے مسجد کیلئے چندہ ادا کیا ہے۔ تو اگر یہ روح آپ پیدا کر دیں تو لوگ پھر کوشش کرتے ہیں۔ وہاں ناروے کی بھی تو غریب جماعت ہے لیکن انہوں نے اپنی اس مسجد کی تعمیر پر ساڑھے بارہ ملین پاؤنڈز یا ساڑھے اٹھارہ ملین ڈالرز خرچ کئے ہیں۔ ہزار کے قریب ان کی تعداد ہے۔ اگر ایک مرتبہ خیال آجائے کہ ہم نے یہ کرنا ہے تو پھر سب کچھ ہوسکتا ہے۔ کسی نے weekend پر کچھ کام کیا، کسی نے سارے ہفتہ میں گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ کام کیا اور جو مزدوری ہوئی اس کو ایک ڈبہ میں ڈالتے رہے اور مہینہ کے آخر میں آکر دے دیتے۔ اس طرح سال کے آخر تک لوگوں نے 60، 70 ہزار کرونرز، ایک لاکھ، سوا لاکھ کرونرز تک ادا کر دیئے۔ تو یہ روح پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر صاحب انصار اللہ سے دریافت فرمایا کہ انصار اللہ کتنا تعاون کرتے ہیں؟ انصار اللہ تو سب سے زیادہ کمائی کرنے والے ہیں۔ صدر انصار اللہ نے بتایا کہ ان کی طرف سے پچھلے سال ساڑھے چھ لاکھ کی وصولی ہوئی تھی۔ اس دفعہ ہمارا پلان ہے کہ ایک ملین یورو جمع کروائیں گے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک ملین یوروز کم از کم ٹارگٹ ہے۔ آپ اس کو بڑھا بھی سکتے ہیں۔ آپ کی ایک percentage بوڑھوں کی ایسی ہے جو کام نہیں کرتی اور سوشل الاؤنس لیتی ہے اور خرچ کچھ نہیں کرتے۔ اپنے پیسے بچاتے ہیں۔ سوشل الاؤنس لیتے ہیں اور خرچہ کوئی نہیں سوائے اس کے کہ کوئی زبردستی ناخلف بچے چھین لیں۔ اس کے علاوہ کمانے والے اور کام کرنے والے انصار کی بھی اچھی خاصی percentage ہے جو معیاری چندہ ادا کرسکتی ہے۔ **اس کیلئے ایک سکیم بنائیں کہ کس طرح آپ مساجد کی تعمیر کیلئے فنڈز generate کرسکتے ہیں۔ خدام الاحمدیہ اور لجنہ کو بھی چاہئے کہ اپنی سکیم بنائیں۔ سٹال لگائیں یا پھر کچھ اور پروگرام رکھیں۔ ایسے انصار جو فارغ ہیں ان کو کہیں کہ جا کر مارکیٹ میں بیٹھیں۔ ہفتہ میں دو دن سٹال لگائیں۔ ان کی انکم ہو اور وہ جمع کروائیں۔ آپ تجربہ کر کے دیکھیں اور ان سٹالوں سے جو انکم ہو وہ مسجد فنڈ میں جائے۔ چاہے وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ ایک احساس تو ہوگا کہ ہم حصہ ڈال رہے ہیں۔**

صدر صاحب انصار اللہ نے عرض کیا کہ ایک بات سامنے آئی ہے کہ جن جماعتوں میں مساجد بن جاتی ہیں ان کی طرف سے چندہ میں کمی آجاتی ہے۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ توجہ دلائیں، احساس پیدا کریں۔ دو چار مقرر ایسے پیدا کریں جو تقریر کرسکیں۔ ان جماعتوں میں ان مقررین کو بھیجا کریں۔** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پاکستان میں دو تین ایسے لوگ ہیں جو چندہ اکٹھا کرنے کے حوالہ سے سارے پاکستان میں جماعتوں کو mobilize کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک تو جماعتوں کے اندر اعتماد پیدا کریں۔ ان سے پیار اور محبت سے بات کریں۔ ان کو یہ realize کروائیں کہ یہ اخراجات genuine ہیں۔ مجھے بھی لوگ لکھتے رہتے ہیں اور بعض اپنے تحفظات کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ جب یہ اعتماد قائم ہو جائے گا تو پھر آپ کو چندے بھی آنا شروع ہو جائیں گے۔ اللہ کے فضل سے اس کے باوجود کہ لوگوں کو شکوے ہوتے ہیں لیکن پھر بھی چندے دیتے ہیں۔ لیکن آپ اس میں محبت اور پیار سے مزید بہتری پیدا کرسکتے ہیں۔

شعبہ تصنیف وشعبہ اشاعت:

مبلغ سلسلہ مبارک احمد تنویر صاحب نے بتایا کہ بحیثیت نائب امیر شعبہ تصنیف اور اشاعت کی ذمہ داری ان کے سپرد ہے۔ اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر جو خطبات ارشاد فرمائے تھے، اللہ کے فضل سے 40 ہزار کی تعداد میں ان کا جرمن ترجمہ شائع ہو چکا ہے اور تقسیم ہو رہا ہے۔ اسی طرح کتاب Pathway to Peace جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات اور مملکتوں کے سربراہان کے نام خطوط وغیرہ ہیں اس کتاب کا جرمن ترجمہ ہو کر پریس میں جا چکا ہے اور انشاء اللہ العزیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے مطابق ایک منصوبہ اور پلاننگ کے تحت تقسیم کیا جائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ جو Pathway to Peace کتاب ہے جس میں چار پانچ مختلف ایڈریسز ہیں اور جو خطوط میں نے سربراہانِ مملکت کو لکھے تھے وہ بھی اس میں شامل ہیں۔ انصار اللہ یوکے نے یہ کتاب از خود پانچ ہزار کی تعداد میں تقسیم کی ہے اور اب انصار اللہ یوکے از خود آٹھ ہزار کی تعداد میں یہ کتاب چھپوا رہی ہے اور پھر یہ تقسیم بھی کریں گے۔ اسی طرح یہاں بھی انصار اللہ کو کرنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر صاحب انصار اللہ سے دریافت فرمایا کہ جو مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے فلائرز تقسیم کئے ہیں اس میں انصار اللہ نے کیا کام کیا ہے؟ صدر صاحب مجلس انصار اللہ جرمنی نے بتایا کہ انہوں نے دو لاکھ کی تعداد میں فلائرز تقسیم کئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ نے کم تقسیم کئے ہیں۔ آپ خود بھی سکیم بنایا کریں۔ اب انصار اللہ یوکے کو نہ تو میں نے کہا تھا اور نہ امیر صاحب یوکے نے کہا تھا کہ Pathway to Peace کو پرنٹ کرواؤ اور تقسیم کرو۔ انہوں نے خود ہی سکیم بنائی ہے اور پرنٹ کروائی ہے۔ جماعت پر بوجھ نہیں ڈالا۔ اسی طرح آپ کو بھی کرنا چاہئے۔ **بہت سارا لٹریچر ہے جس کا بوجھ جماعت پر ڈالتے ہیں کہ آپ شائع کروائیں۔ ذیلی تنظیموں کا بھی کام ہے کہ باقاعدہ اجازت حاصل کر کے یہ مرکزی کتابیں خود بھی شائع کروایا کریں اور پھر تقسیم بھی کیا کریں۔** اب آپ کو کچھ active ہونا پڑے گا۔

شعبہ امورِ عامہ:

اس کے بعد نیشنل سیکرٹری امورِ عامہ جرمنی کو مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اصولی ہدایت فرمائی کہ جو کیسز بھجواتے ہیں اس میں عموماً تو ٹھیک لکھتے ہیں اور بعض دفعہ معین سفارش بھی ہوتی ہے لیکن بعض دفعہ اگر کسی کی سفارش کرنے کو دل نہ چاہے تو خالی بھیج دیتے ہیں۔ نہ تو امیر صاحب کی طرف سے کوئی نوٹ آتا ہے اور نہ آپ کی طرف سے کوئی معین سفارش ہوتی ہے۔

نیشنل سیکرٹری امورِ عامہ نے عرض کیا کہ جس کو سزا ہوئی ہوتی ہے اس کی طرف سے جب معافی کیلئے درخواست آتی ہے تو اس کو سزا ہوئے دو مہینے یا زیادہ سے زیادہ چھ مہینے ہوئے ہوتے ہیں اس وجہ سے سفارش نہیں ہوتی۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ 'پھر باقاعدہ طور پر رپورٹ میں لکھا کریں کہ ان کو سزا ہوئے تین یا چھ ماہ ہوئے ہیں اس لئے ابھی سفارش نہیں ہے۔'

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اب کیسز کچھ زیادہ ہونے لگ گئے ہیں اس لئے آپ لوگ ریجنل امراء اور تربیت کے شعبہ کے ساتھ مل کر ایک پروگرام بنائیں اور تربیتی امور کی طرف خصوصی توجہ دیں۔

شعبہ ضیافت:

نیشنل سیکرٹری ضیافت سے مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ماشاء اللہ ضیافت ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شعبہ ضیافت کے تحت آجکل روزانہ دوپہر، شام دو سے اڑھائی ہزار افراد کا کھانا تیار ہو رہا ہے اور کارکنان صبح سے شام تک غیر معمولی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

شعبہ تعلیم القرآن ووقفِ عارضی:

نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن و وقفِ عارضی سے مخاطب ہوتے ہوئے **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انصار اللہ کے بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو فارغ بیٹھے ہیں اور کوئی کام نہیں۔ ان میں سے جن کو قرآن کریم آتا ہے وہ وقفِ عارضی کریں اور اپنی جماعتوں کو قرآنِ کریم پڑھایا کریں۔** معلمین اور مربیان تو یہاں اتنے نہیں ہیں کہ ہر سینٹر میں موجود ہوں اس لئے ہر سینٹر میں weekend پر قرآنِ کریم پڑھانے کیلئے انصار وقفِ عارضی کریں تو کافی مدد ہو جائے گی۔ اور جو انصار فارغ بیٹھے ہیں ان کی مصروفیت بھی ہو جائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ تعلیم القرآن کی کیا سکیم ہے؟ اس پر سیکرٹری تعلیم القرآن و وقفِ عارضی نے بتایا کہ نصاب کے مطابق قرآن کلاس کا انعقاد ہو رہا ہے۔ اور اس کلاس میں 25 سے 30 لوگ شامل ہوتے ہیں۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس کی زیادہ publicity کریں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شامل کرنے کی کوشش کریں۔** اس کا اعلان جماعتوں کو دیں اور چھوٹی جماعتوں کے صدران کو دیں کہ وہ اپنی مسجدوں، سینٹرز میں اعلان کریں اور اسی طرح ذیلی تنظیموں کو بھی دیں۔ اس میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شامل کرنے کی کوشش کریں اور proper فالواَپ (follow up) کریں۔

سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ اس کے علاوہ ہماری تین کلاسیں کانفرنس کالز کے ذریعہ ہوتی ہیں۔ ایک کلاس دو سال سے جاری ہے۔ اس سال ایک نئی کلاس شروع کی ہے جس میں سو سے ایک سو پچاس آدمی شرکت کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ امریکہ زیادہ دنیادار ہے اور بہت وسیع ملک ہے۔ وہاں بھی قرآن کلاسز انٹرنیٹ کے ذریعہ چل رہی ہیں۔ پاکستان سے بھی یہ کلاس لی جاتی ہے۔ 150/200 کی تعداد میں امریکہ سے شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان کی اپنی بھی چل رہی ہیں، ان میں بھی کافی لوگ شامل ہیں۔ یہاں پر جو

effort ہونی چاہئے وہ نہیں ہو رہی۔اس طرف توجہ دیں۔

شعبہ وقفِ نو:

اس کے بعد نیشنل سیکرٹری وقفِ نو نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ جرمنی میں واقفینِ نو کی کل تعداد 4600 کے قریب ہے جس میں سے 2600 لڑکے اور 1990 لڑکیاں ہیں۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر انہوں نے بتایا کہ پندرہ سال سے اوپر 1085 لڑکے ہیں اور 652 لڑکیاں ہیں۔

واقفینِ نَو کے امتحان کے حوالہ سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ پورے جرمنی میں جماعتوں میں تین مرتبہ امتحان ہوتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ واقفینِ نَو چاہے وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں ان کا انتظام آپ (نیشنل سیکرٹری وقفِ نو) کے ذمہ ہے۔لجنہ کے تحت نہیں ہے۔لجنہ میں سیکرٹری وقفِ نَو کوئی نہیں ہے۔لجنہ آپ کی مددگار تو ہوسکتی ہے لیکن ان کو آپ کی ہی ہدایات کو follow up کرنا چاہئے۔ان کی علیحدہ سے اپنی کوئی پالیسی نہیں ہونی چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ 15 سال سے اوپر کے 98 فیصد واقفینِ نو کا bond ری نیو (renew) ہو چکا ہے۔ان میں سے پانچ چھ سو ایسے بھی ہیں جو یونیورسٹی میں ہیں یا اس سے اوپر جا چکے ہیں۔اور بعض ٹیکنیکل تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

سیکرٹری وقفِ نَو نے بتایا کہ ان میں بعض فل ٹائم اور بعض پارٹ ٹائم جاب کر رہے ہیں۔ اب ان کو توجہ دلا رہے ہیں کہ حضورانور سے منظوری لے لیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ان کو صرف توجہ ہی نہیں دلانی بلکہ ان کو بتا دیں کہ اگر آپ نے کام کی منظوری نہیں لی تو آپ کا نام وقفِ نو سے خارج کردیا جائے گا۔**اگر کوئی واقفِ نَو بغیر منظوری کے کام کر رہا ہے تو اس کو نوٹس دے دیں کہ اگر ایک مہینہ کے اندر اندر آپ کام کرنے کا اجازت نامہ حاصل نہیں کرتے تو آپ کو واقفینِ نَو کی فہرست سے فارغ کرکے واپس بھیج دیا جائے گا۔**

اس پر سیکرٹری صاحب وقفِ نو نے بتایا کہ جب ہم کام کرنے والے واقفین سے پوچھتے ہیں تو ان میں سے کئی کہتے ہیں کہ حضورانور سے ملاقات کے دوران اجازت لے لی تھی۔اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ملاقات کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دفتر کا تحریری ریکارڈ مکمل نہ ہو۔**آپ کا ریکارڈ بہرحال مکمل ہونا چاہئے اور تحریری اجازت نامہ ہونا چاہئے۔یہ اجازت نامہ اور ریکارڈ مرکز میں بھی جانا چاہئے۔**

شعبہ وصیت:

نیشنل سیکرٹری وصایا نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر بتایا کہ جرمنی میں کل کمانے والے 9225 ہیں اور ان میں سے 5510 موصیان ہیں۔اس طرح کمانے والوں میں 60 فیصد نظامِ وصیت میں شامل ہوگئے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ **ان موصیان کو سرکلر بھیجا کریں کہ وصیت کے ساتھ پانچ وقت کی نمازیں بھی ضروری ہیں۔قرآن کریم کی تلاوت بھی ضروری ہے۔خطبات سننا اور ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے اور وصیت کے ساتھ جماعت میں اطاعت کا اعلیٰ معیار قائم کرنا بھی ضروری ہے۔ عاجزی کا اظہار بھی ضروری ہے۔ پوائنٹس نکال کر سرکلر بنائیں اور موصیان کو بھجوائیں۔**

سیکرٹری وصایا نے بتایا کہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ مجالس موصیان کو فعال کرنا ضروری ہے۔اس پر ہم نے کام کیا ہے۔اور اللہ کے فضل سے تمام جماعتوں میں اجلاس مجلس موصیان منعقد کئے ہیں۔ اس کیلئے وہی طریقہ کار اختیار کیا تھا جو حضورانور نے بیان فرمایا تھا۔ یہاں نیشنل لیول پر ہم ہدایات دیتے رہتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور خلفاء کی ہدایات پر مشتمل باقاعدہ ایک نصاب تیار کر کے جماعتوں میں بھجواتے ہیں اور پھر وہ وہاں پڑھ کر سناتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ 'وصیت کی ذمہ داریوں' کے حوالہ سے ایک صفحہ تیار کر کے بطور یاددہانی ہر موصی کو بھجوایا کریں۔

موصیان کے اجلاس میں لجنہ موصیات کی شرکت کے حوالہ سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر لجنہ پردہ کے پیچھے ہیں تو پھر لجنہ بھی اس اجلاس میں بیٹھ سکتی ہیں۔

سیکرٹری صاحب وصیت نے کہا کہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ بعض موصیان اپنی اصل آمد پر چندہ وصیت ادا نہیں کرتے تو اس بارہ میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔اس سلسلہ میں دورہ جات کئے گئے اور 450 موصی احباب سے انفرادی رابطہ کیا گیا۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو لاکھ سے زیادہ وصولی ہوئی ہے اور چندہ بڑھا ہے اور ان کا معیار بھی بڑھا ہے۔

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ آپ نے رپورٹ لکھ کر بھیجی تھی کہ فلاں آدمی کا اتنا اضافہ ہوا۔ پہلے وہ ہزار یورو دیتا تھا اور اب اس نے کہا ہے کہ وہ تیرہ سو یورو دے گا۔سوال یہ نہیں ہے کہ وہ 1300 یورو ادا کرتا ہے یا 1000 یورو ادا کرتا ہے۔سوال یہ ہے کہ جو اس کی اصل انکم ہے اس پر چندہ دینا ہے۔ اگر وہ 1100, 1200, 1500 پر دے رہا ہے تو اس بات پر خوش نہ ہو جائیں کہ اتنا اضافہ ہوگیا ہے۔اسے کہیں کہ جس پر بھی تم دو یہ سوچ کر دو کہ موصی کیلئے کوئی رعایت نہیں ہے۔چندہ عام دینے والے کیلئے تو رعایت ہے لیکن موصی کیلئے کوئی رعایت نہیں ہے۔اگر مالی حالات خراب ہیں تو وصیت منسوخ کروالو یا پھر چندہ عام ادا کرنے والے کے مالی حالات خراب ہیں تو باقاعدہ طریق کے مطابق لکھ کر رعایت لے لیں۔**لیکن ایک موصی کے تقویٰ کا معیار ایسا ہونا چاہئے کہ اس کو بہرحال بغیر کسی رعایت کے صحیح وصیت ادا کرنی چاہئے۔**

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ نے پیسوں میں جو اضافہ کیا ہے بڑا اچھا کیا ہے۔لیکن یہ نہیں کہ صرف پیسے ہی اکھٹے کرنے ہیں۔**مَیں نے پیسے اکھٹے کرنے کیلئے نہیں کہا تھا بلکہ میں نے تو کہا تھا کہ تقویٰ پیدا کریں کہ چندہ صحیح انکم پر دیں۔**

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر کوئی موصی اپنی انکم پر چندہ دے رہا ہے تو اسے وہ آپ کے خوف سے نہیں دینا چاہئے بلکہ اُسے اللہ کی خاطر دینا چاہئے۔اور جو بھی اس کی حقیقی انکم ہے اس پر دینا چاہئے۔

شعبہ تحریکِ جدید:

نیشنل سیکرٹری تحریکِ جدید کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ 35,36 ہزار پاؤنڈز مزید ادا کردیتے تو آپ پہلی پوزیشن پر آجاتے۔ اس پر سیکرٹری تحریکِ جدید نے کہا کہ انشاءاللہ ہم اگلے سال پہلے نمبر پر آنے کی کوشش کریں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بعض دفعہ یہ خیال ہوتا ہے کہ تحریکِ جدید کا چندہ تو مرکز کی رقم ہے، اس کیلئے ہم کیوں کوشش کریں؟ لیکن اللہ کے فضل سے جرمنی ان میں شامل نہیں ہے۔ جرمنی اپنے اخراجات کی نسبت مرکز کیلئے زیادہ خرچ کرتا ہے۔لیکن شاید ایک آدھ ایسا ہو جس کے دل میں ایسا خیال ہو تو اسی لئے میں نے اپنے خطبہ میں کچھ وضاحت کردی تھی کہ مرکز کے کتنے اخراجات ہیں اور کیا ضروریات ہیں اور کیا منصوبے اور پروگرام ہیں۔ اس پر کافی لوگوں کو تسلی ہوئی تھی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کی عاملہ میں سے ہر سال کچھ نہ کچھ لوگ قادیان جلسے پر جا کر وہاں دیکھیں کہ کتنی developement ہو رہی ہے۔ باوجود اس کے کہ انہوں نے اپنا چندہ 3 سے 4 گنا بڑھا دیا ہے ان کو کافی بڑی رقم دینا پڑتی ہے۔ کیونکہ وہاں قادیان میں بڑے وسیع پیمانے پر تعمیرات ہو رہی ہیں اور دوسرے کام جاری ہیں۔

اس موقع پر امیر صاحب نے بتایا کہ وہ قادیان گئے تھے۔ اب تو قادیان کی شکل بالکل بدل چکی ہے۔ اور اللہ کے فضل سے بہت زیادہ نئی تعمیرات ہوئی ہیں اور نئے پراجیکٹس شروع ہوئے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکرٹری صاحب اشاعت سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ وہاں قادیان میں کتب چھپ رہی ہیں آپ ان سے کتب نہیں منگوا رہے۔ انوار العلوم کی 22 جلدیں چھپ چکی ہیں۔ میرے خطبات کی بھی 7,8 جلدیں چھپ رہی ہیں۔ خطباتِ طاہر کی بھی چھپ رہی ہیں۔ اس کے علاوہ روحانی خزائن بھی نئی طرز میں شائع ہوئی ہے۔ اور بھی نئی کتابیں چھپ رہی ہیں۔ وہ لسٹ آپ کو مرکز نے بھجوائی ہوگی۔ آپ اس کے مطابق آرڈر کریں۔

شعبہ مال: (ایڈیشنل سیکرٹری مال)

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایڈیشنل سیکرٹری صاحب مال کے سپرد کام کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ ایڈیشنل سیکرٹری مال صاحب نے بتایا کہ جن احباب نے بجٹ نہیں لکھوائے ہوتے ان کو بجٹ میں شامل کرنے پر کام کر رہا ہوں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ گزشتہ چھ ماہ میں کتنا کام کیا ہے؟ اس پر ایڈیشنل سیکرٹری مال صاحب نے بتایا کہ 375 احباب کو بجٹ میں شامل کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ تمام لوکل امراء اور صدران کو فہرستیں بھجوادی ہیں اور ان کو کہا ہے کہ وہ اپنی سطح پر کوشش کریں اور اگر کچھ رہ جائے تو پھر مرکز اس پر کام کرے گا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ آپ اس کا follow up کرتے رہیں۔

شعبہ تربیت:

نیشنل سیکرٹری تربیت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سننے کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مَیں تو ہر خطبہ جمعہ میں کسی نہ کسی رنگ میں تربیت کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو۔اس کے باوجود آپ کے ہاں مسجدوں میں لڑائیوں کے واقعات سامنے آئے ہیں۔ دو، تین واقعات پچھلے سال ہو چکے ہیں اور عہدے داروں کے ہوئے ہیں۔ ایسا کیوں ہوا ہے؟ اس پر سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ ایک تو پاکستان سے نئے دوست آئے ہیں۔ جماعتی کام کا اُن کو پتہ نہیں اس لئے ایسے واقعات ہوتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر پاکستان سے آئے ہوئے ہیں اور ان کی تربیت اتنی کم تھی تو آپ کو فوراً یہاں مرکز لندن کو لکھنا چاہئے تھا۔لندن تبشیر کو لکھنا چاہئے تھا کہ پاکستان سے جو asylum seekers آرہے ہیں ان کی طرف سے اس قسم کے رویہ کا اظہار ہوا ہے اس لئے پاکستان کے ناظر اصلاح و ارشاد کو کہیں کہ ان کی فکر کریں کہ ان کو جماعتی نظام کا علم نہیں، جماعتی اقدار کا پوری طرح علم نہیں، جماعتی نظام کی اہمیت کا بھی ان کو علم نہیں ہے۔اس لئے آپ کو فوری طور پر لکھنا چاہئے تھا کہ ہم ناظر اصلاح و ارشاد کو کہتے کہ مختلف جماعتوں کو بتاؤ اور وہاں ان کی تربیت کرو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایسے معاملات میں اپنی رپورٹ بھجواتے ہوئے خاص طور پر ہائی لائٹ کردیا کریں کہ یہ لوگ پاکستان سے نئے آئے ہیں اور یہ asylum seekers ہیں اور اس طرح مسائل پیدا کر رہے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ پاکستان سے آنے والوں کے بارہ میں یہ امید رکھی جاتی ہے کہ وہ تربیت یافتہ لوگ ہیں۔لیکن یہ بھی جائزہ لے لیا کریں کہ یہ نئے آنے والے نومبائعین تو نہیں ہیں جن کی ابھی پوری طرح تربیت نہیں ہوئی۔ بہرحال جو لوگ بھی جماعتی معیار پر پورا نہیں اُترتے اور جماعتی اقدار کا خیال ان کو نہیں ہے تو پھر ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔

مبلغ انچارج صاحب نے کہا کہ مربیان اپنے اپنے ریجنز میں لاگرز میں جا کر لوگوں سے ملے ہیں اور ان کی تربیت کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ان کے رویہ اور ان سے پیدا ہونے والی شکایات کے بارہ میں پیچھے نہ لکھنا پڑے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا: اسی لئے مَیں نے کہا ہے کہ جو اس طرح لڑائیوں میں ملوث ہیں ان کی رپورٹ مرکز کو بھجوائیں اور بتائیں کہ جہاں سے آئے ہیں وہاں سے ان کی تربیت اچھی نہیں ہے تاکہ ان کو توجہ دلائی جائے۔ یہاں آپ لاگرز میں جا کر ایک آدمی کی اصلاح کر لیں گے اور وہاں پیچھے 10 آدمی اور ہیں جو قابلِ اصلاح ہیں۔ ان کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس لئے بتانا ضروری ہے تاکہ باقیوں کی بھی اصلاح ہو۔ جماعتی نظام اسی طرح مضبوط ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ہم نے ایک کی اصلاح کر لی تو سب ٹھیک ہے۔

اس موقع پر مبلغ سلسلہ برلن نے بتایا کہ میرے ریجن میں جو پاکستان سے آئے ہیں وہ سلجھے ہوئے ہیں اور پڑھے لکھے ہیں۔ مخلص اور وقت دینے والے لوگوں سے ہمارے ریجن کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ میں نے ان کے ساتھ مل کر میٹنگز کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سلجھے ہوئے لوگ ہیں۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اچھے بھی ہیں۔ پڑھے لکھے بھی ہوں گے، شرفاء بھی ہیں۔ مجھے بھی مل رہے ہیں۔ میں جس جگہ بھی جا رہا ہوں کافی اسائلم والوں سے مل رہا ہوں۔ اب تک چار، پانچ سو سے مل چکا ہوں۔ صرف چند لوگ ہوتے ہیں جو باقی لوگوں کو خراب کرتے ہیں۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ کے علاقہ میں ایسے نہیں ہیں۔ لیکن جن علاقوں سے ایسے لوگ آئے ہیں وہاں ہم نے اصلاح کرنی ہے۔

سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ ایک اور مسئلہ برادری سسٹم کا بھی ہے۔اس وجہ سے بھی بعض دفعہ لڑائی ہوجاتی ہے۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ برادری سسٹم تو کوئی نہیں ہے۔ برادری تو جماعتِ احمدیہ ہے۔بعض لوگ ہیں جہاں برادری سسٹم ہے۔ اس طرف بہرحال زیادہ توجہ دینی پڑے گی اور مسلسل محنت کرنا پڑے گی۔ یہ نہیں کہ ایک دفعہ کہا اور رابطہ ہوگیا تو کافی ہے۔لڑائی ہونے سے پہلے یا کسی بھی قسم کا اختلاف اُبھرنے سے پہلے، رنجشیں پیدا ہونے سے پہلے اصلاحی کارروائی ہونی چاہئے۔سیکرٹری تربیت کا کام ہے اور مقامی سیکرٹری تربیت کا کام ہے کہ وہ اتنا فعال ہو کہ لڑائی کی نوبت ہی نہ آئے۔**اصلاحی کمیٹی کا کام یہ نہیں کہ جھگڑے ہوجائیں تب اصلاح کرے۔ بلکہ مسئلہ اُٹھنے سے پہلے اصلاح ہوجائے تاکہ مسئلہ پیدا نہ ہو۔سیکرٹریان تربیت کو بہت زیادہ گہری نظر سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔**

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اپنی جماعتوں میں اور ریجنز میں خاص پروگرام بنائیں۔ مختلف قوموں اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ آرہے ہیں اور ان میں سے بعضوں کے کیس بھی چل رہے ہیں جس کی وجہ سے ان میں ویسے ہی frustration پیدا ہوچکی ہے۔انہوں نے کہیں نہ کہیں غصہ نکالنا ہوتا ہے۔ان کو احساس دلائیں کہ تم مَلک ،سید، مغل، پٹھان بعد میں ہو اور احمدی سب سے پہلے ہو۔اس لئے تمہاری کچھ بھی ذات یا برادری ہو جماعتی نظام و جماعتی مفادان سب پر مقدم ہے۔

شعبہ امورِ خارجیہ:

اس کے بعد ایڈیشنل سیکرٹری امورِ خارجیہ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ان کے سپرد اسائیلم اور ویزے وغیرہ کے معاملات ہیں۔

حضورانور نے موصوف سے جلسہ قادیان پر جانے والے احباب کے ویزوں کی کارروائی کے بارہ میں دریافت کیا جس پر سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ ہم نے 160 کی لسٹ بھیجی تھی جن میں سے 149 کی منظوری آگئی تھی۔ باقی کا ابھی انتظار ہے۔

نیشنل سیکرٹری امورِ خارجیہ سے مخاطب ہوتے ہوئے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ جو رپورٹ بھجواتے ہیں اس کو تھوڑا elaborate کردیا کریں۔رپورٹ سے یہ تو پتہ چل جاتا ہے کہ ملک میں کیا معاملات چل رہے ہیں لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا یہ نہیں پتہ لگا۔ ویسے تو آپ کی رپورٹ سے یہ انفارمیشن مل جاتی ہیں کہ کیا ہو رہا ہے اور مختلف معاملات اور حالات کس رخ پر جارہے ہیں۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی احباب کے نکاح فارمز حکومتی لیول پر تسلیم کرنے سے تعلق میں اُٹھنے والے معاملہ کے متعلق جائزہ لیا اور بعض انتظامی ہدایات سے نوازا۔

شعبہ وقفِ جدید:

اس کے بعد سیکرٹری وقفِ جدید سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چندہ کے حوالہ سے رپورٹ حاصل کی اور فرمایا کہ اب تو سال ختم ہونے والا ہے۔کیا آپ کو اس سال کوئی پوزیشن آنے کی امید ہے؟ اس پر سیکرٹری صاحب وقفِ جدید نے بتایا کہ انشاء اللہ امید ہے کہ ہم ضرور کوئی پوزیشن حاصل کریں گے۔

شعبہ رشتہ ناطہ:

اس کے بعد سیکرٹری رشتہ ناطہ کو **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ رشتہ ناطہ کیلئے ایک مرکزی طور پر بھی کمیٹی ہونی چاہئے اور ایک مقامی طور پر بھی۔اسی طرح ریجنل لیول پر بھی ہو۔کمیٹی میں ذیلی تنظیموں کے صدر شامل ہونے چاہئیں۔لجنہ کی صدر بھی شامل ہوں۔**

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ لجنہ کے اندر رشتہ ناطہ کا کوئی شعبہ نہیں ہے اور نہ لجنہ کو کوئی اختیار ہے۔اسی طرح سیمینار منعقد کرنے کا اختیار نہ لجنہ کو ہے اور نہ خدام الاحمدیہ کو اور نہ ہی انصار اللہ کو ہے۔ جو بھی کرنا ہے وہ جماعتی طور پر، مرکزی طور پر ہونا چاہئے اور اگر ریجنل سطح پر کرنا ہے تو ریجنل امراء کے تحت ہونا چاہئے۔

امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ ریجنل لیول پر رشتہ ناطہ کی کمیٹیاں قائم ہیں۔ اسی طرح مختلف احباب کی ٹیم ہے جن کے سپرد کونسلنگ کا کام کیا جاتا ہے۔کونسلنگ کا کام مبلغین کے سپرد بھی کیا جاتا ہے۔ جب رشتہ فائنل ہونے کے قریب ہوتا ہے تو پھر مبلغین بھی فریقین کی کونسلنگ کرتے ہیں۔ مبلغین کے سپرد مختلف ریجنز ہیں۔اس طرح ہم پورے جرمنی میں مبلغین کے ذریعہ بھی کونسلنگ کا انتظام کرتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک ایسا سیمینار یا کوئی gathering بھی رکھیں جہاں آپ کے رشتہ ناطہ کے مسائل discuss ہوں۔ پردہ میں بے شک عورتیں صدر لجنہ کے ساتھ بیٹھی ہوں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ خدام الاحمدیہ اور لجنہ کی طرف سے علیحدہ طور پر سوالات اور مختلف امور اکٹھے کریں کہ رشتے کیوں ٹوٹتے ہیں؟ رشتوں کیلئے ان کے پاس کیا criteria ہے؟ وہ کیا چاہتے ہیں؟ لڑکوں کی کیا ڈیمانڈز ہیں اور لڑکیوں کی کیا ڈیمانڈز ہیں؟ دونوں اطراف سے کیا کیا تحفظات ہیں؟ کیونکہ اب 20 فیصد سے زیادہ رشتے ٹوٹنے لگ گئے ہیں۔**اس لئے اب ان سب امور کا جائزہ لیں۔**

سیکرٹری رشتہ ناطہ نے بتایا کہ ہم سیمینار کا بھی انعقاد کررہے ہیں۔ مرکزی ٹیم مختلف علاقوں میں جاکر پروگرام کرتی ہے۔اس کے علاوہ ہم نے لجنہ میں جائزہ کا اہتمام کیا ہے اور رپورٹس ہمارے پاس آگئی ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جو بھی آپ کے سوالات تھے اور جو بھی ان کے جوابات آئے ہیں یا اس کا جو بھی outcome ہے اس کی ایک رپورٹ مجھے بھی بھجوائیں اور خدام الاحمدیہ کو بھی کہیں کہ وہ بھی نوجوانوں کا جائزہ لیں۔

امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ ہم ایک سوال نامہ تیار کررہے ہیں جو کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو دیا جائے گا۔اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے نام لکھے بغیر ان کو یہ سوال نامہ دیں اور جوابات حاصل کریں۔

مبلغ انچارج صاحب جرمنی نے بتایا کہ جو کونسلنگ ہم کرتے ہیں اس میں لڑکے کو علیحدہ بلاتے ہیں۔بعض اوقات لڑکی کسی اور ریجن میں ہوتی ہے تو پھر اس کے ریجن کا مبلغ اس کی کونسلنگ کرتا ہے۔

اس پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس طرح دونوں کی علیحدہ علیحدہ کونسلنگ کرنا ٹھیک نہیں ہے۔جس شخص نے لڑکی کی کونسلنگ کی ہے وہی لڑکے کی بھی کونسلنگ کرے۔اب جس نے لڑکی کو کونسلنگ کی ہے اس کو کیا پتہ کہ لڑکے کے کیا خیالات ہیں۔ اس کے کیا مسائل ہیں۔تو دونوں کی کونسلنگ ایک آدمی کے سپرد ہونی چاہئے۔ اگر علیحدہ علیحدہ کونسلنگ کی ہے تو پھر دونوں کونسلنگ کرنے والے مل کر میٹنگ کریں۔ جب دونوں طرف سے آئیڈیاز آجاتے ہیں تو پھر اکٹھے بٹھا کر بھی کونسلنگ کریں۔**

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بہرحال رشتوں کا اور کونسلنگ کرنے کا issue ایسا نہیں ہے کہ ہم اس کو بھلا دیں یا پھر اس کی طرف توجہ نہ دیں۔ یہ issue بڑھتا جارہا ہے۔ اس لئے اس کی طرف بہت زیادہ سنجیدگی سے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

شعبہ احتساب:

محاسب نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ جتنی بھی رقوم آتی ہیں اور جو اخراجات ہوتے ہیں ان کا حساب رکھتا ہوں۔ اسی طرح رسیدوں کی تفصیل وغیرہ کا حساب کتاب بھی رکھتا ہوں۔اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا 'ٹھیک ہے۔'

شعبہ آڈٹ:

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایڈیٹر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جب یہ اخراجات زیادہ کرلیتے ہیں تو کیا آپ ان کو پوائنٹ آؤٹ (point out) کرتے ہیں یہ اخراجات زیادہ ہوگئے ہیں؟ جس پر آڈیٹر صاحب نے بتایا کہ ان کو ساتھ ساتھ مطلع کیا جاتا ہے اور توجہ دلائی جاتی ہے۔

شعبہ تبلیغ:

اس کے بعد نیشنل سیکرٹری تبلیغ کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ اپنے سامنے ٹارگٹ رکھیں گے اور داعیان الی اللہ کو ٹارگٹ دیں گے تو تب ہی وہ اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ پھر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ کہ کتنے داعیان الی اللہ رجسٹرڈ ہیں؟

اس پر سیکرٹری صاحب تبلیغ نے بتایا کہ 1000 کے قریب داعیان الی اللہ رجسٹرڈ ہیں اور اس میں سے 350 کے قریب فعال ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ گزشتہ سال بیعتوں کی تعداد 106 تھی۔ اور یکم جولائی سے اب تک 28 بیعتیں ہوئی ہیں۔اور امسال جو 28 بیعتیں ہوئی ہیں ان میں سے 10 عرب اور 7 جرمن اور 6 رشین ہیں۔رشین بیعتیں دوتین دن پہلے Kassel میں ہوئی ہیں۔رشین احباب میں تاجک، چیچن اور جارجین شامل ہیں۔

سیکرٹری صاحب تبلیغ نے بتایا کہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جو خطبات جرمن ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئے ہیں ان کی تقسیم کا کام بھی جاری ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مشتمل پروگرام بھی منعقد کئے جارہے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ Introduction to the Study of the Holy Quran کا جرمن ترجمہ شائع ہوا ہے۔اس میں سے 'لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم' والا حصہ علیحدہ شائع کرلیں۔ پہلے یہ سارا قرآن کریم کے ساتھ بطور دیباچہ کے شائع ہوا تھا۔ اب آپ قرآنِ کریم کے جرمن ترجمہ کے ساتھ اس کو شائع نہیں کررہے اور اس کو نکال دیا ہوا ہے۔ اس لئے اب اگر 'لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم' والے حصہ کا ترجمہ revise ہونے والا ہے تو اسے revise کرکے اس کو شائع کریں۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ ہم نے یہ حصہ 8 ہزار کے قریب شائع کردیا ہے اور اس کی تقسیم شروع ہوگئی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ سے آرڈر لیں اور ان کو کم از کم چار ہزار کا ٹارگٹ دیں کہ یہ خود خریدیں اور پھر تقسیم کریں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کتاب Life of Muhammad جو یوکے میں شائع ہوئی تھی وہ جلد کے ساتھ تھی اور زیادہ موٹی تھی اور اس کا فونٹ سائز بھی بڑا تھا۔اب انہوں نے اس کو کم کیا ہے، اس طرح اس کے صفحات بھی کم ہوگئے ہیں اور اب وہ جلد کے بغیر 8 ہزار کی تعداد میں شائع کروا رہے ہیں اور اس کی cost بھی کم آرہی ہے۔اس طرح آپ بھی کم قیمت پر کتاب تیار کرکے ان کو دیں۔ انصار اللہ یو۔کے نے اپنے طور پر کوشش کی ہے۔ایک جگہ سے اُن کو ایسا پریس مل گیا جو کم قیمت میں شائع کرنے پر تیار ہوگیا۔اگر اس طرح آپ بھی تلاش کریں تو کافی سستی شائع کرسکتے ہیں۔اور بجٹ میں گنجائش بھی نکل آتی ہے۔8 ہزار کا مطلب ہے کہ زیادہ سے زیادہ تین سے چار ہزار یوروز میں چھپ جائے گی۔ یہاں جرمنی میں بھی ایک دو احمدی احباب کے پریس ہیں وہ رعایت کرسکتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جو فلائرز ہم تقسیم کرتے ہیں وہ بعض دفعہ سڑکوں پر، بسوں پر یا مختلف جگہوں پر گرے ہوئے ہوتے ہیں تو تکلیف ہوتی ہے۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ فلائرز پر آیات نہ لکھا کریں۔ صرف آیات کا ترجمہ لکھا کریں۔ آیات تو ویسے بھی انہوں نے پڑھنی نہیں ہوتی۔عیسائیوں کیلئے تو ترجمہ ہی کافی ہے۔کسی نہ کسی طرح سے پیغام پہنچ جائے گا۔ اگر کوئی دلچسپی لیتا ہے تو ٹھیک ہے اس کو مزید لٹریچر دیا جاسکتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی لیف لیٹس پر تصاویر کے حوالہ سے سوال کیا گیا کہ جب یہ فلائرز پھینک دیتے ہیں تو کیا اس صورت میں تصاویر شائع کرنی چاہئیں۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ فوٹوز بے شک نہ دیں۔ لیکن بعض دفعہ دوسری قسم کا لٹریچر شائع کریں جو آپ نے اپنے ایسے دوستوں کو دینا ہوتا ہے جن کے ساتھ آپ کا قریبی تعلق بن چکا ہوتا ہے تو اس قسم کے لٹریچر میں فوٹوز شائع کردیں۔ باقی فوٹوز تو اخبارات میں بھی شائع ہوتے ہیں۔ اخبارات بھی رُلتے پھرتے ہیں۔اس کا آپ کیا کریں گے؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بہرحال تصویریں شائع نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر تو بہرحال شائع نہ کریں۔ ہاں ایسا لٹریچر جو مخصوص دوستوں کیلئے ہو اس میں شائع ہوں۔ تو اس قسم کے لٹریچر کی دو تین categories بنالیں۔

صدر صاحب انصار اللہ جرمنی نے کہا کہ جب کتاب Life of Muhammad شائع ہوجائے گی تو ہم نصف کتاب کے اخراجات کی ادائیگی کرکے لے لیں گے اور پھر تقسیم بھی کریں گے۔ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ نصف نہیں بلکہ جو بھی آرڈر کرنا ہے وہ معین کر کے دیں۔ اس پر صدر صاحب انصار اللہ نے کہا کہ ہم پانچ ہزار خریدیں گے اور اس کے اخراجات ادا کریں گے۔

(جاری ھے۔ باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کے چند رؤیا و کشوف

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16 فروری 2010ء میں مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب کے قلم سے ایک مضمون میں حضرت مصلح موعودؓ کے چند رؤیا و کشوف بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''خداتعالیٰ نے اپنے عجیب عالم کو تین حصہ پر تقسیم کر رکھا ہے۔ (1) عالم ظاہر جو آنکھوں اور کانوں اور دیگر حواس ظاہری کے ذریعہ اور آلات خارجی کے توسّل سے محسوس ہوسکتا ہے۔ (2) عالم باطن جو عقل اور قیاس کے ذریعہ سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ (3) عالم باطن در باطن جو ایسا نازک اور لایدرک وفوق الخیالات عالم ہے جو تھوڑے ہیں جو اس سے خبر رکھتے ہیں۔ وہ عالَم غیب محض ہے جس تک پہنچنے کے لئے عقلوں کو طاقت نہیں دی گئی مگر ظن محض اور اس عالم پر کشف اور وحی اور الہام کے ذریعہ سے اطلاع ملتی ہے اور نہ اور کسی ذریعہ سے''۔

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد 2 ص 175)

پیشگوئی مصلح موعود میں بتایا گیا تھا کہ وہ ''علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا''۔ حضورؓ کو سینکڑوں الہامات، رؤیا و کشوف ہوئے ان میں سے جن کو حضورؓ نے بیان فرمایا وہ ''رؤیا و کشوف سیدنا محمود'' کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ نیز حضورؓ کے پورے ہونے والے رؤیا وکشوف کا ایک ایمان افروز مجموعہ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے ''المبشرات'' کے نام سے بھی ترتیب دیا تھا۔ ذیل میں محض چند کشوف و الہامات کا ذکر نمونۃً کیا جارہا ہے۔

❁ ...... سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''تین یا چار سال ہوگئے کہ قادیان میں طاعون بڑی سخت پڑی۔ عصر کے وقت میں نے دیکھا کہ میری ران میں سخت درد ہو رہا ہے اور مجھے بخار بھی تھا۔ میں کمرہ کے اندر چلا گیا اور اندر سے دروازہ بند کر کے چارپائی پر لیٹ گیا اور سوچنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کا تو مسیح موعود سے یہ وعدہ تھا کہ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ تو خداتعالیٰ تو وعدوں کو جھٹلایا نہیں کرتا اور اب مَیں اپنے آپ میں طاعون کے آثار دیکھتا ہوں۔ لیکن پھر مَیں نے اپنے نفس کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ یہ تو خداتعالیٰ کا وعدہ مسیح موعود کے ساتھ تھا اور یہ فیوض اور برکات انہی کے زمانہ میں رہیں۔ اب وہ بھی دنیا میں نہیں ہیں اور نہ ہی وہ برکات ہیں تو مَیں نے پھر دعا کی۔ مَیں جاگتا ہی تھا اور کمرہ کی تمام چیزوں کو دیکھ رہا تھا تو مَیں نے خدا کو دیکھا۔ وہ ایک نور تھا جو میرے کمرہ کے نیچے سے نکل رہا تھا اور آسمان کی طرف کمرے کی چھت پھاڑ کر جارہا تھا۔ اس کا نہ شروع تھا نہ ہی اس کا انتہا تھا۔ لیکن اس نور میں اس کا ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک سفید اور بالکل سفید چینی کا پیالہ تھا اور اس پیالہ میں دودھ تھا۔ اس نے وہ پیالہ مجھے پکڑا دیا۔ مَیں نے وہ دودھ پی لیا۔ مَیں جب دودھ پی چکا تو میں نے دیکھا کہ نہ تو مجھے کوئی درد تھا اور نہ بخار بلکہ میں اچھا بھلا تھا اور مجھے کوئی ذرہ بھر بھی تکلیف نہ تھی''۔ (اخبار الفضل 8 مارچ 1914ء)

❁ ...... حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کی خبر کے حوالہ سے حضورؓ نے فرمایا ''جس رات کو حضرت صاحب کی بیماری میں ترقی ہوکر دوسرے دن آپؑ نے فوت ہونا تھا میری طبیعت پر کچھ بوجھ سا محسوس ہوتا تھا۔ ...... میرا دل افسردگی کے ایک گہرے گڑھے میں گر گیا اور یہ مصرع میری زبان پر جاری ہوگیا۔ ع

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

...... رات کو ہی حضرت صاحب کی بیماری یکدم ترقی کرگئی اور صبح آپ فوت ہوگئے''۔

❁ ...... حضرت اماں جانؓ کی وفات کے بارہ میں رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ میری ایک داڑھ گر گئی ہے مگر وہ میرے ہاتھ میں ہے اور میں اسے دیکھ کر تعجب کرتا ہوں کہ وہ اتنی بڑی جسامت کی ہے کہ دو بڑی داڑھوں کے برابر معلوم ہوتی ہے۔ میں خواب میں بہت حیران ہوتا ہوں کہ اتنی بڑی داڑھ ہے۔ اسے دیکھتے دیکھتے میری آنکھ کھل گئی۔ چونکہ داڑھ کے گرنے کی تعبیر کسی بزرگ کی وفات ہوتی ہے اور چونکہ منذر خواب کا بیان کرنا منع آیا ہے۔ میں نے یہ رؤیا بیان نہیں کی لیکن ...... آخر میں وہی بات ثابت ہوئی کہ وہ مرض جسے پہلے معمولی ملیریا سمجھا گیا تھا آخر ان کے لئے مہلک ثابت ہوا۔ خواب میں جو داڑھ کو دو داڑھوں کے برابر دکھایا گیا اس سے اس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت (اماں جان) ہمارے اندر حضرت مسیح موعود کی بھی قائم مقام تھیں اور اپنی بھی قائم مقام تھیں اور گو بظاہر وہ ایک نظر آتی تھیں لیکن درحقیقت ان کا وجود دو کا قائم مقام تھا''۔

❁ ...... پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے اس کثرت اور تفصیل کے ساتھ انکشافات فرمائے کہ لوگوں کو اقرار کرنا پڑا کہ ان امور کا قبل از وقت بتا دینا ایک غیرمعمولی اور خارق عادت امر ہے۔ جس جس طرح خداتعالیٰ نے خبر دی تھی بعینہٖ اس طرح واقعات ظہور میں آئے مثلاً جنگ کا چھڑنا، بعض مسودات کا جلایا جانا، برطانیہ کی طرف سے فرانس کو اتحاد کی پیشکش، بیلجئم کے بادشاہ کا ہتھیار ڈالنا، امریکہ کی طرف سے برطانیہ کی ہوائی مدافعت مستحکم کرنے کے لئے 2800 جہازوں کا بھجوانا، اتحادی فوجوں کے سسلی اور اطالیہ پر اترنے کا علم۔ جنگ کا عین اسی سال، اسی مہینہ اور اسی دن کو اختتام جس کی حضور نے تعیین فرمادی تھی۔ جنگ کے بعد برطانیہ کی اقتصادی بدحالی کی پیشگوئی وغیرہ۔ یہ تمام کشوف قبل از وقت شائع کردیئے گئے اور ان میں سے کچھ ہندوستان کے بعض اعلیٰ حکام تک پہنچا بھی دیئے گئے جن میں اس وقت کے وائسرائے ہند لارڈ لنلتھگو بھی تھے۔

❁ ...... تقسیم پنجاب کے متعلق ہونے والے الہام کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''کوئی دس بارہ دن کی بات ہے کہ القا ہوا: ''گیارہ اگست تک یا گیارہ اگست کو'' نہ معلوم کس امر کے متعلق ہے۔ بہرحال ذات یا جماعت یا ملک یا قوم کے کسی اہم تغیر کی طرف اشارہ ہے۔ اگست میں ہونے والے ایک تغیر کی نسبت اخباروں میں خبریں چھپ رہی ہیں مگر وہ پندرہ اگست کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اگر اسی کی طرف اشارہ ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ پندرہ اگست سے پہلے ہی وہ تغیر ہو جائے گا اور کوئی معاملہ ہے تو وقت پر انشاءاللہ ظاہر ہوجائے گا''۔

اس الہام کی اشاعت کے صرف دو دن بعد پنجاب کی تقسیم کا اہم فیصلہ ہوا جس نے آئندہ ملکی سیاست کا رخ ہی بدل ڈالا۔

❁ ...... جب ہندوستان میں ریڈکلف کی سربراہی میں حدبندی کمیشن آیا تو یہ صاحب خفیہ فیصلہ کرچکے تھے کہ ضلع گورداسپور جس میں قادیان بھی شامل تھا، ہندوستان کو دے دیا جائے۔ یہ فیصلہ ابھی نشر نہیں ہوا تھا کہ حضور نے ایک مجلس میں بیان فرمایا:

''آج عصر کے بعد مجھے الہام ہوا کہ: اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا۔ اس الہام میں تبشیر کا پہلو بھی ہے اور انذار کا بھی۔ تفرقہ تو ایک رنگ میں پہلے ہوگیا ہے یعنی ہماری کچھ جماعتیں پاکستان کی طرف چلی گئی ہیں اور کچھ ہندوستان کی طرف۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کے اکٹھا ہونے کی کوئی صورت پیدا کردے۔ اگر ہمارا قادیان ہندوستان کی طرف چلا جاوے تو اکثر جماعتیں ہم سے کٹ جاتی ہیں کیونکہ ہماری جماعتوں کی اکثریت مغربی پنجاب میں ہے۔ اسلئے دوستوں کو اس معاملہ میں خاص طور پر دعاؤں سے کام لینا چاہئے''۔

اس الہام کے بعد ریڈکلف ایوارڈ نے اپنے فیصلہ کا اعلان کیا اور قادیان کی مقدس بستی بھارت میں شامل کردی گئی۔

❁ ...... قادیان ضلع گورداسپور میں واقع تھا جسے 30 جون 1947ء کے اعلان کے مطابق اصولاً پاکستان میں شامل ہونا چاہئے تھا مگر ریڈکلف ایوارڈ کے ظالمانہ فیصلہ کے نتیجے میں اسے ہندوستان کی جھولی میں ڈال دیا گیا۔ ایک وسیع پیمانے پر اچانک اس قدر بڑی تبدیلی اور انخلاء آبادی کا تصور کسی کے ذہن میں نہ تھا لیکن ایسے میں خدائے علیم و خبیر کی طرف سے حضرت مصلح موعود کو متعدد رؤیا و کشوف کے ذریعہ بتایا گیا کہ:

1۔ قادیان اور اس کے گردونواح میں دشمن یکدم حملہ کرکے آئے گا۔

2۔ دشمن کی طرف سے خفیہ رنگ میں جنگ ہوگی۔

3۔ قادیان سے جالندھر تک بڑی خوفناک تباہی آئے گی اور لوگ نیلا گنبد یعنی آسمان تلے پناہ لیں گے۔

4۔ قادیان میں بھی دشمن غالب آجائے گا مگر مسجد مبارک کا حلقہ اس مرحلہ میں پامردی سے مقابلہ کرے گا اور آخر محفوظ رہے گا۔

5۔ تباہی کے اس دور میں حضرت خلیفۃ المسیح اپنے خاندان کے علاوہ بعض اپنے جانثار خدام کے ساتھ قادیان سے کسی دوسری جگہ مرکز کی تلاش میں ہجرت کر آئیں گے۔

6۔ ان کی ہجرت پر قادیان کے باشندوں میں ایک عام افسردگی سی طاری ہوگی مگر خداتعالیٰ قادیان اور دوسری جماعت احمدیہ کو خاص برکتوں سے نوازے گا اور حضرت خلیفۃ المسیح کے طفیل وہ صحیح سالم اس طوفان سے پار نکل آئیں گے۔

7۔ ہجرت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایک پہاڑی مقام کے دامن میں نیا مرکز تعمیر کریں گے۔ جہاں پہلے فوجی بارکوں کی طرز پر مکان بنانے پڑیں گے۔

8۔ اس مرکز کی بنیاد 1948ء میں رکھی جائے گی۔

9۔ یہ ہجرت دوسرے مسلمانوں کی طرح کسی اضمحلال اور کمزوری کا موجب نہ بنے گی بلکہ اس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کو ایک خاص عظمت و شوکت نصیب ہوگی اور اس کی شہرت اکناف عالم تک جا پہنچے گی۔

❁ ...... ربوہ کے قیام کے وقت اس بے آب و گیاہ شورزدہ زمین پر علاوہ دیگر بہت سی مشکلات کے ایک بہت بڑا مسئلہ پانی کی کمیابی تھا۔ گورنمنٹ کے کاغذات میں یہ جگہ نہ صرف ناقابل زراعت بلکہ ناقابل رہائش قرار دی جاچکی تھی۔ تقسیم ہند سے قبل ہندو سرمایہ دار پانی کے لئے سرتوڑ کوشش کرچکے تھے مگر نتیجہ بے سود۔ قیام ربوہ کے بعد یہ ناقابل بیان کیفیت حضرت مصلح موعودؓ کو بے چین و بے قرار کئے رکھتی۔ پس آپ نے اپنے آسمانی آقا (جس کی خبروں کے مطابق اس عظیم الشان مرکز توحید کی تعمیر ہورہی تھی) کے حضور جھک کر اس مرحلہ پر بھی اسی سے نصرت چاہی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خوشخبری عطا فرمائی۔ حضور اس حوالہ سے بیان فرماتے ہیں:

''مجھ پر ایک غنودگی سی طاری ہوگئی۔ اسی نیم غنودگی کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں خداتعالیٰ کو مخاطب کرکے یہ شعر پڑھ رہا ہوں۔

جاتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب
پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہادیا

مَیں نے اسی حالت میں سوچنا شروع کیا کہ اس الہام میں ''جاتے ہوئے'' سے کیا مراد ہے۔ اس پر میں نے سمجھا کہ مراد یہ ہے کہ اس وقت تو پانی دستیاب نہیں ہوسکا لیکن جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں رگڑنے سے زمزم پھوٹ پڑا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ کوئی ایسی صورت پیدا کرے گا کہ جس سے ہمیں پانی بافراط میسر آنے لگے گا ...... جس طرح وہاں اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں رگڑنے سے پانی بہہ نکلا

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

ماہنامہ ''النور'' امریکہ دسمبر 2009ء میں شائع ہونے والے مکرم ڈاکٹر مہدی علی چودھری صاحب کے حمدیہ کلام سے انتخاب پیش ہے:

خورشید اور قمر میں تیری ہی روشنی ہے
تاروں کی انجمن بھی ترے نور سے سجی ہے
ہو نورِ ماہِ کامل یا مہر ضوفشاں
تیری ضیاء کے آگے ہر نور ملگجی ہے
مانا قریب تر ہے رگِ جاں سے تُو پیارے
تیری دید کیلئے پر آنکھوں میں تشنگی ہے
یہ سر جو کٹ بھی جائے تیرے در سے نہ اٹھے گا
تیرا کام ہے خدائی میرا کام بندگی ہے
تو خالق جہاں ہے، مشتِ غبار ہوں میں
تجھ سے وصال چاہوں کیسی یہ سادگی ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

15th February 2013 – 21st February 2013

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 15th January 2013

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:30 Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Qur'an
01:20 Huzoor Meeting with New Converts: A meeting with Hadhrat Mirza Masroor Ahmad and new converts. Recorded on 26th February 2011.
02:30 Japanese Service
02:50 Tarjamatul Qur'an Class: Rec. on 10th June 1996.
03:55 Qur'anic Archaeology
04:55 Liqa Ma'al Arab: recorded on 22nd August 1995.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:20 Yassarnal Qur'an
06:45 Jalsa Salana Germany: an address delivered by Huzoor on 25th June 2011.
07:40 Siraiki Service
08:10 Rah-e-Huda
10:00 Indonesian Service
11:00 Fiq'ahi Masa'il
11:35 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:00 Seerat-un-Nabi (saw)
13:00 Live Friday Sermon
14:15 Yassarnal Qur'an
14:35 Shotter Shondhane
15:40 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
16:20 Friday Sermon [R]
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Jalsa Salana Germany 2011 [R]
19:25 Real Talk: Matrimonial Issues
20:20 Fiq'ahi Masa'il
21:00 Friday Sermon
22:15 Rah-e-Huda

Saturday 16th February 2013

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:40 Yassarnal Qur'an
01:15 Jalsa Salana Germany 2011
02:10 Friday Sermon: recorded on 15th February 2013
03:20 Rah-e-Huda
05:00 Liqa Ma'al Arab: rec. on 23rd August 1995.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25 Al-Tarteel
06:55 Jalsa Salana Bangladesh: Address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 10th February 2013.
08:05 International Jama'at News
08:45 Question & Answer Session
09:45 Indonesian Service
10:45 Friday Sermon: Recorded on 15th February 2013
12:00 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:10 Story Time
12:30 Al Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 Spotlight
16:00 Live Rah-e-Huda
17:35 Al Tarteel
18:00 MTA World News
18:25 Jalsa Salana Bangladesh 2013 [R]
19:35 Faith Matters
20:25 International Jama'at News
20:55 Rah-e-Huda [R]
22:30 Story Time [R]
22:50 Friday Sermon [R]

Sunday 17th February 2013

00:05 MTA World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana Bangladesh 2013: Huzoor's Address
02:50 Friday Sermon [R]
04:05 Spotlight
05:05 Liqa Ma'al Arab: recorded on 24th August 1995.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Yassarnal Qur'an
06:50 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class
08:00 Faith Matters
08:55 Question and Answer Session (English): recorded on 15th February 1998. Part 1.
10:00 Indonesian Service
11:05 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered on 30th March 2012.
12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Qur'an
12:55 Friday Sermon [R]
13:55 Bengali Reply to Allegations
14:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class: rec. on 8th January 2011.
16:00 Press Point
17:05 Kids Time
17:40 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:30 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class
19:35 Real Talk
20:25 Food For Thought: Water
21:00 Press Point
22:05 Friday Sermon: Recorded on 15th February 2013
23:15 Question and answer session (English) recorded on 15th February 1998. Part 1.

Monday 18th February 2013

00:10 MTA World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55 Yassarnal Qur'an
01:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class
02:30 Food For Thought: Water
03:05 Friday Sermon: Recorded on 15th February 2013
04:10 Real Talk: English discussion programme
04:55 Liqa Ma'al Arab
06:00 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi (saw)
06:35 Al-Tarteel
07:00 Baitul Mujeeb, Belgium: Foundation laying ceremony by Huzoor, on 15th October 2011.
08:00 International Jama'at News
08:30 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
09:00 Rencontre Avec Les Francophones
10:00 Indonesian Service
11:00 The Prophecy of Musleh-e-Ma'ood (as)
12:00 Tilawat & Dars-un-Nabi (saw)
12:15 Al-Tarteel
12:55 Friday Sermon
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 The Prophecy of Musleh-e-Ma'ood (as) [R]
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al Tarteel
18:00 MTA World News
18:20 Foundation Laying Ceremony, Belgium [R]
19:10 Real Talk
20:10 Rah-e-Huda [R]
21:40 Friday Sermon [R]
22:40 The Prophecy of Musleh-e-Ma'ood (as) [R]
23:25 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]

Tuesday 19th February 2013

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:30 Insight
00:40 Al Tarteel
01:10 Foundation Laying Ceremony, Belgium
02:00 Kids Time
02:30 Friday Sermon
03:30 The Prophecy of Musleh-e-Ma'ood (as)
04:25 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
04:55 Liqa Ma'al Arab: Recorded on 30th August 1995
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40 Yassarnal Qur'an
07:00 Jalsa Salana UK: Opening address delivered by Huzoor on 26th July 2009.
08:30 Insight: recent news in the field of science
08:40 Ken Harris: Oil Painting
09:10 Question & Answer Session: English Q &A recorded on 15th February 1998. Part 1.
10:05 Indonesian Service
11:10 Sindhi Service
12:15 Tilawat & Insight
12:35 Yassarnal Qur'an
13:00 Real Talk
14:00 Bangla Shomprochar
15:15 Spanish Service
15:50 Prophecies in the Bible: Urdu discussion.
16:20 Seerat-un-Nabi (saw)
17:00 Le Francais C'est Facile
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:20 Jalsa Salana UK 2009: Huzoor's Address [R]
19:45 Arabic Service
20:45 Insight: recent news in the field of science
21:00 Prophecies in the Bible
21:30 Ken Harris: Oil Painting [R]
22:10 Seerat-un-Nabi (saw)
23:00 Question and Answer Session [R]

Wednesday 20th February 2013

00:05 MTA World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55 Yassarnal Qur'an
01:20 Jalsa Salana UK 2009: Huzoor's Address
02:45 Le Francais C'est Facile
03:20 Ken Harris: Oil Painting
03:45 Prophecies in the Bible
04:10 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
04:45 Liqa Ma'al Arab: Rec. on 31st August 1995
06:05 Tilawat, Dars & Al-Tarteel
07:00 The Life of Hadhrat Khalifatul Masih II (ra)
08:10 Aye Fazle Umar: An Urdu documentary about the Promised Messiah (as)
09:05 Prophecies of the Promised Messiah (as)
09:30 Commentaries of the Holy Qur'an
10:00 Kuch Yaadein Kuch Baatein
10:55 Swahili Service
12:00 Tilawat, Dars & Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: rec. on 11th May 2007.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Commentaries of the Holy Qur'an [R]
15:35 Introduction to Waqfe Jadid
15:50 Tehrik-e-Jadid
16:05 Faith Matters
17:05 Adab-e-Zindagi: Musleh Ma'ood Day
18:00 MTA World News
18:30 Life of Hadhrat Khalifatul Masih II (ra)
19:30 Real Talk [R]
20:05 Kuch Yaadein Kuch Baatein [R]
21:00 Commentaries of the Holy Qur'an [R]
21:30 Prophecies of the Promised Messiah (as)
22:00 Friday Sermon [R]
23:20 Musleh Ma'ood (as)

Thursday 21st February 2013

00:30 MTA World News
00:45 Tilawat & Al-Tarteel
01:30 Life of Hadhrat Khalifatul Masih II (ra)
02:30 Aye Fazle Umar: An Urdu documentary
03:40 Faith Matters
04:40 Introduction to Waqf-e-Jadid
05:00 Tehrik-e-Jadid: The New World Order
04:05 Kuch Yaadein, Kuch Baatein
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an
06:55 Pan Africa Dinner with Huzoor 2011
08:05 Beacon of Truth
09:10 Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 11/06/96.
10:10 Indonesian Service
11:15 Pushto Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Qur'an
12:55 Beacon of Truth [R]
13:55 Shotter Shondhane
14:55 Aaina
15:25 Qur'anic Archaeology
16:05 Maseer-e-Shahindgan: A Persian programme
16:40 Tarjamatul Qur'an class [R]
17:40 Yassarnal Qur'an [R]
18:05 MTA World News
18:25 Pan Africa Dinner with Huzoor 2011 [R]
19:35 Faith Matters
20:35 Qur'anic Archaeology
21:15 Tarjamatul Qur'an class [R]
22:15 Aaina
22:50 Beacon of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 20 | Friday 08 February , 2013 | Issue No. 06

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط نمبر71)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’یہ وہ دور ہے جس میں احمدیت کے دشمنوں نے اپنے غیظ وغضب کے سارے دروازے ہماری طرف کھول دیئے ہیں۔ یہ وہ دور ہے جس میں احمدیت کے معاندین ایک پرامن ملک میں کھلے بندوں یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ احمدیوں کے خلیفہ کو بھی قتل کردو اور ذلیل و رسوا کر کے ٹکڑے اڑا کر پھینک دو اور اس جماعت کا ایک فرد بھی زندہ باقی نہ رہنے دو، اس ملک میں خون کی ندیاں بہادو یہاں تک کہ ایک احمدی بھی دیکھنے کو نہ ملے۔ یہ تعلیم کھلم کھلا دی جارہی ہے۔‘‘

(خطبات طاہر جلد2 صفحہ:335)

قارئین الفضل کے لئے ذیل میں Persecution Report بابت ماہ ستمبر 2012ء سے ماخوذ چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے مقدس امام سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کے لئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

قبروں سے ڈرنے کی وبا

جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد، 4 ستمبر: مملکت خداداد میں تعلیم وصحت کی بنیادی سہولتوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے آئے دن وباؤں کا سامنا رہتا ہے کبھی ڈینگی اور کبھی خسرہ۔ اور جسمانی عوارض کے ساتھ ساتھ بعض اندرونی مرض بھی سر اٹھاتے رہتے ہیں۔ ایسے میں ایک نئی وبا بھی بڑی تیزی سے بیماروں کو مزید بیمار کر رہی ہے اور وہ مرض ہے قبروں سے ڈرنے کا۔

زندہ احمدیوں کے واسطے امن وامان شے نایاب ٹھہری اور اب بعد مرگ بھی مسلسل حملوں کا سامنا ہے۔ وہ احمدی نوجوان جو مساجد کے حفاظتی پہرے دیا کرتے تھے اب مساجد اور مقابر پر شام وسحر چوکس ہیں۔ اوّل اوّل نماز جنازہ اور تدفین کے مواقع پر خدام کا پہرہ ہوا کرتا تھا کہ احمدیوں کا اجتماع دیکھ کر کوئی دشمن حملہ نہ کردے لیکن اب تو جس احمدی مرحوم کو دفن بھی کر دیا جاتا ہے وہی معاندین کے لئے مقام خوف ٹھہرتا ہے۔

ضلع فیصل آباد کے علاقہ جڑانوالہ میں ایک عرصہ سے شدید مخالفت جاری ہے۔ ان معاندین نے مقامی پولیس کو درخواست دی کہ احمدیہ قبرستان میں کتبات پر درج اسلامی کلمات حذف کروائے جائیں۔

پولیس کی طرف سے ہراساں کئے جانے پر احمدیوں نے پولیس کو اپنا پکّا جواب دیا کہ ہم نہ تو خود کلمہ مٹائیں گے اور نہ ہی کسی عام شہری کو ایسی بے حرمتی کی اجازت دیں گے ہاں اگر حکومت وقت کی نمائندگی میں پولیس خود کلمہ مٹانے کا کام کرنا چاہے تو احمدی سر تسلیم خم رکھیں گے۔

لیکن پولیس کے طرف سے اس سراسر ظالمانہ اقدام کے متعلق ناجائز دباؤ بڑھتا ہی گیا اور 4 ستمبر کی شام ڈھلنے کے بعد پولیس کے کارندے احمدیہ قبرستان آئے، ان ظالموں نے 23 قبروں کے کتبات اکھیڑے اور ٹکڑے ساتھ لے کر چلتے بنے۔

اطلاعات کے مطابق اس صریح سفّاکی اور مذہبی دنیا کی عجیب وغریب حماقت کی ساجد فاروقی چیئرمین جڑانوالہ امن کمیٹی اور ختم نبوت لیڈر خادم ندیم قادری مکمل پشت پناہی کر رہے ہیں۔

شاعر نے سچ ہی کہا ہے ؎

یہ جو جاہ کی خواہشِ بے فیض پہ مرنے والے
ہوتے نہیں کسی انسان کی عزت کرنے والے

خانۂ خدا سے بیر رکھنے والے مسلمان

مٹھا ٹوانہ، ضلع خوشاب، 13 ستمبر: اس تاریخ کو ایک پولیس انسپکٹر سپاہیوں کا دستہ لیکر مقامی احمدیہ مسجد آیا اور احمدی انتظامیہ کو خبر دی کہ قائد آباد کے دو مولویوں بنام مولوی اطہر حسین شاہ اور مولوی شمس العارفین ہمدانی نے رانا ناصر احمد صدر مقامی احمدیہ جماعت اور رانا نصر اللہ کے خلاف درخواست جمع کروائی ہے کہ احمدیوں نے اپنی مسجد کے مینار بنائے ہیں گنبد تعمیر کیا ہے اور ملکی قانون کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ (حالانکہ دستور میں تو ایسی کوئی پابندی درج نہیں ہے) اس پولیس پارٹی نے مسجد کا معائنہ کیا اور حکم دیا کہ احمدی 15 ستمبر کو تھانہ میں حاضر ہوں۔

احمدی مقررہ وقت پر تھانے پہنچ گئے اور ان احمدیوں کے ساتھ بعض مقامی غیر احمدی ہمدرد بھی تھے جو پولیس کو یہ کہنا چاہتے تھے کہ ہم اس احمدیہ مسجد کے ہمسایہ میں آباد ہیں اور ہمیں ان میناروں یا گنبد سے کوئی بھی تکلیف نہیں ہے۔ لیکن تھانہ جا کر معلوم ہوا کہ متعلقہ تفتیشی افسر فریق کو وقت دیکر خود غائب ہے۔ قصہ مختصر یہ وفد اس تفتیشی افسر سے ملا اور پانچ غیر احمدی معززین کے بیان ہوئے ان لوگوں کو اگلے دن پھر حاضر ہو کر بیان ریکارڈ کروانے کا حکم ملا۔

جماعت احمدیہ کے نمائندگان نے بڑی تگ ودو کر کے پولیس کے اعلیٰ افسران تک رسائی حاصل کی اور اپنی صورت حال پیش کی۔ مورخہ 16 ستمبر کو ایس ایچ او نے رانا نصر اللہ صاحب کو تھانہ بلایا، ان کا بیان ریکارڈ کیا اور فیصلہ سنایا کہ صورت حال کو قابو میں رکھنے کے لئے اور شرارتوں کا راستہ مسدود کرنے کے لئے پولیس احمدیہ مسجد سے کلمہ طیبہ ختم کر دے گی۔ پس رات آٹھ بجے پولیس والے آئے اور احمدیہ مسجد سے کلمہ طیبہ والی پلیٹ لے کر چلے گئے۔

اس فتنہ وفساد کے محرک دونوں مولوی ضلع بھر میں احمدیوں کی زندگی اجیرن بنانے میں دن رات مصروف ہیں۔ انہوں نے ایک احمدی دوکاندار کو حکم دیا کہ اپنی دوکان سے اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء ختم کردو۔ چونکہ یہ کام ایک احمدی سے ناممکن ہے لہٰذا ان مولویوں نے رات کے اندھیرے میں ان مقدس اسماء پر پینٹ چھڑک دیا۔

یہ بظاہر معمولی واقعات پنجاب حکومت اور اس کے اداروں کی مولوی کے سامنے زر خرید لونڈی سے بھی بدتر حالت کا واضح نقشہ پیش کرنے کے لئے کافی ہیں۔

خوفزدہ دشمن

کراچی: آج ملک میں آزادی صحافت کے نام پر ہر جائز وناجائز کام ہو رہا ہے لیکن احمدیہ اخبارات ورسائل شدید پابندیوں میں جکڑے ہوئے ہیں اور ملکی انتظامیہ مذہبی دیوانوں کے سامنے بے بسی کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ حال ہی میں تحفظ ختم نبوت کا ایک مولوی انوار الحسن کراچی کے سیشن کورٹ میں جماعت کے پندرہ روزہ رسالہ المصلح کے خلاف شکائیت لیکر پہنچ گیا اور عدالت سے مطالبہ کیا کہ اس رسالہ کے ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر، کاتب اور مضمون نگار کے خلاف فوجداری مقدمہ درج کرنے کا حکم نامہ جاری کیا جائے۔ اس بابت روزنامہ امت کراچی کی منگل 18 دسمبر کی اشاعت میں درج خبر ذیل میں من وعن درج کی جاتی ہے جو ہر ذی شعور کو احمدیوں کو درپیش صورت حال کی منظر کشی کر سکتی ہے۔

’’توہین قرآن پر قادیانی رسالہ کے خلاف مقدمہ کا حکم۔ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج شرقی کی عدالت میں سماعت۔ مدعا علیہان کا اقدام مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ کے مترادف ہے۔

(وکیل تحفظ ختم نبوت)

کراچی (اسٹاف رپورٹر) ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج (شرقی) اشرف جہاں نے قادیانیوں کے شائع ہونے والے پندرہ روزہ رسالے المصلح میں قرآن وحدیث مبارکہ کا استعمال اور قائد اعظم محمد علی جناح کے فرمودات کو مسخ کر کے پیش کرنے کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے انوار الحسن کی جانب سے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 22-A کے تحت دائر درخواست پر ایس ایچ او بریگیڈ کو ایڈیٹر جمیل احمد بٹ اور خالد محمود اعوان کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی ہدائت کی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر منظور احمد میو ایڈووکیٹ نے فاضل عدالت کے سامنے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ دستور پاکستان کے آرٹیکل 360 کی ذیلی شق 3 کے تحت کوئی بھی قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتا ہے اور آئین کے آرٹیکل 20 کے تحت سب کو مذہبی آزادی حاصل ہے لیکن اس آرٹیکل کا اطلاق قادیانیوں پر نہیں ہوتا کیونکہ آئین پاکستان میں انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ مدعا علیہان کا اقدام مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ کے مترادف ہے اور آئین میں قادیانیت کی تبلیغ کرنا منع ہے۔ لہٰذا مدعا علیہان کے خلاف اسلامی شعائر کی توہین کرنے کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کرنے کے احکامات جاری کئے جائیں ...... قادیانی آرڈیننس کے تحت قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہ کھلم کھلا اپنے عقائد کا پرچار کر سکتے ہیں، اس کے علاوہ اگر وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں یا کوئی بھی کام مسلمانوں کی مشابہت کا کرتے ہیں تو ان کو مختلف سزائیں دی جائیں گی۔‘‘

مکمل آزادی

مردان، 21 ستمبر: ہم نے سن رکھا تھا کہ ملک کا انصرام حکومت چلانے کے لئے بہت بھاری معاوضہ دے کر اعلیٰ تعلیم یافتہ اور زیرک لوگوں کو متعین کیا جاتا ہے جو پالیسی سازی کا کام کیا کرتے ہیں لیکن امریکہ میں بننے والی گستاخانہ فلم کے خلاف احتجاج کے طور پر 21 ستمبر کے دن پاکستان میں عام تعطیل کا اعلان کرنے والوں نے جو نام تجویز کیا وہ ان کی تہی دامنی اور نابالغ نظری کا آئینہ دار نکلا۔ کیونکہ ’’عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کا نام لے کر تو کسی بھی بے عمل کو مشتعل کیا جا سکتا ہے اور دوسری طرف ’’سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ پڑھنے اور عمل کرنے کا علم بلند کر کے یقیناً دوررَس نتائج کا حصول ممکن ہے۔

حکومت کی طرف سے عام تعطیل کے اعلان اور جلسہ جلوسوں کے انعقاد کی اجازت ملنے کے بعد اس دن وہی ہوا جس کی توقع تھی۔ ملک میں بے گناہوں کا قتل ہوا، بدامنی پھیلی، معاشی نقصانات الگ رہے۔ صوبہ خیبر پختونخواہ کے شہر مردان میں بھی جلوس نکلا جو جلد ہی مادر پدر آزاد ہو گیا اور سرکاری اور نجی املاک پر حملوں، آتش زنی اور توڑ پھوڑ کی خبریں آنے لگیں۔ ان شر پسندوں نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کوریئر کمپنی بنام اوسی ایس کے دفاتر کو آگ دکھائی، ایک احمدی میاں عبدالباسط صاحب کی موبائل فون کی دوکان پر دھاوا بولا، تالے توڑے، سامان نکال کر باہر پھینکا، توڑ پھوڑ کے بعد لوٹ مار کی۔ نیز اسی دن مکرم شیخ جاوید احمد صاحب کی دوکان بھی لوٹی گئی۔

احمدیوں کی املاک پر حملے اور لوٹ مار، یہ تھا ان لوگوں کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار!!

(باقی آئندہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)